ہفت روزہ

فون ۶۷۵۲۵

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵- نومبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ھدیہ ۲۴ /

التجا بحضور باری تعالیٰ

ہر اک شے ہے ثنا خواں اس چمن میں تیری قدرت کی
خداوندا مجھے توفیق دے اپنی عبادت کی

رسولِ پاک کی اُلفت مرے ایماں کی دولت ہو
ضیا گستر مرے دل میں سدا شمعِ نبوت ہو

مرے ماں باپ راضی ہوں مری خدمتگذاری پر
تری رحمت کے برسیں پھول میری انکساری پر

ترے مقبول بندوں کی غلامی میں رہوں ہر دم
یقیں ہے ان پہ ہوتا ہے ترا لطف و کرم پیہم

ہوا و حرص سے سینہ الٰہی پاک ہو جائے
کہیں اکسیر سے بڑھ کر یہ میری خاک ہو جائے

مجھے تیری رضا مطلوب ہو شام و سحر مولا
کہ سارے انبیاء و اولیا کا ہے تو ہی ملجا

تیرے قرآن کی طاعت مرا دستور بن جائے
بڑا ممکن ہے میرا دل سراپا طور بن جائے

پریشاں کر سکے مجھ کو نہ کچھ نقصان دُنیا کا
نہ مائل کر سکے ہرگز مجھے سامان دُنیا کا!

جہاں سے جس گھڑی یارب مرا وقت رحیل آئے
خوشا! میری زباں پر گر تیرا ذکرِ جمیل آئے

لال دین اخگر

○

عثمانِ غنیؓ

(ع) - عاشقِ ذاتِ خدا، بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ
پیکرِ شرم و حیا بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(ث) - ثبت جس نے چار جانب دین کا پرچم کیا
وہ رفیقِ مصطفےٰؐ بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(م) - مال و زر جس نے لُٹایا دینِ برحق کے لئے
منبعِ جود و سخا بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(ا) - اسوۂ نبویؐ کے تھے کامل نمونہ بالیقیں
ناشرِ شرعِ ہُدیٰ بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(ن) - نورِ چشمِ مصطفےٰؐ دو آئیں ان کے عقد میں
باحیا و باصفا، بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(غ) - غازیٔ دینِ خُدا ہیں اور شہیدِ راہِ حق
پیکرِ صبر و رضا، بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(ن) - نبیؐ نے ذی النورین کا رُتبہ کیا جن کو عطا
وہ سراپا باحیا، بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

(ی) - یادِ حق میں رات دن انورؔ رہے جو عمر بھر
وہ مجسم باصفا، بے شک ہیں عثمانِ غنیؓ

نور محمد انورؔ - کالا باغ

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۴ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۲۹

محترم صدر محمد ایوب خان کا کامیاب دورہ

دوروں کا دور

آج کل دوروں کا دور دورہ ہے۔ ہر ایک کو دورے پڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ اردن کے شاہ حسین اور نیپال کے وزیر اعظم بھی چکر میں رہتے ہیں۔ روس اور امریکہ جیسے بڑے ممالک کے سربراہ بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔ چینی کابل کو دوڑے آ رہے ہیں اور کابلی روس میں پھر رہے ہیں۔ غرضیکہ اس نظام شمسی میں کرّوں کے ساتھ ساتھ انسان بھی متحرک ہو گیا ہے۔

عام اندازہ یہ ہے کہ انسانوں کی یہ حرکات مخالف سمتوں میں ہونے کی وجہ سے فسادِ عالم کے خطرات بھی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دو مخالف سمتوں میں پورے زور سے حرکت کرنے والے اجرام کا آپس میں تصادم ہو کر خطرناک ایکسیڈنٹ ہو جائے۔

پاکستانی سربراہ کا دورہ

مگر ہمارے صدر محمد ایوب خان کے موجودہ دورے کو مذکورہ بالا دوروں پر قیاس نہ کرنا چاہیے۔ صحیح الفطرت انسان کی فطری حرکت یہ ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرے۔ جہاں سے تسکین قلب انفرادی مسرتوں اور اجتماعی صلاح و فلاح کے ظاہری اور باطنی سامان میسر ہوتے ہیں۔ انسانی فوز و فلاح کے صحیح اصول وہی ہو سکتے ہیں۔ جو اس کے بنانے والے رب حکیم و علیم نے اسکے لئے تجویز فرمائے ہوں۔ اور جن کو صدق دل سے اپنانے اور جذبہ محبت سے عمل کرنے کی توفیق بھی اسی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں۔ اور جب وہ ہاتھ بھر قریب ہوتا ہے۔ تو میں ایک باع کے برابر اس کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ گرتے پڑتے میری طرف چلتا ہے میں دوڑ کر اس کو اپنی آغوش رحمت میں لے لیتا ہوں۔ (او کما قال)۔

جب ہمارے اسلامی ملک کے سربراہ محمد ایوب خان اس عقیدے کے اظہار کے ساتھ خانہ کعبہ کا رخ کرتا ہے۔ کہ اسلام کے سوا کوئی راہ نجات اور قابل تسلیم اصول نہیں ہیں۔ پھر وہ خانہ کعبہ کا طواف کرتا، حجر اسود کو چومتا اور ماء زمزم کو پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سبقت کر کے کیوں اس کو شرف قبولیت عطا نہ کریگی۔ یقیناً۔ جب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری کے بے مثل شرف سے فیضیاب ہوتا اور علم و عمل کے پروانوں اور عشق و محبت کے دیوانوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارتوں سے تاریخ انسانی کے بے مثال اور مسلمۂ عالم کردار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ تو اسکا اثر یہ ہے ضمیر حقائق شناسی اور شرف انسانی کی لاکھوں بلکہ لاتعداد میل کی مسافت طے کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

دورے کے آثار

ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں۔ کہ ہمارے صدر محمد ایوب خان ان مقامات مقدسہ اور بقاع مبارکہ سے یہ لازوال دولت اور بے بہا نعمت ہمراہ لائے ہوں گے۔ ہمارے پاس اس حسن ظن کے لئے قرائن موجود ہیں۔ ان قرائن میں پہلا نمبر تو خود صدر محترم کی ان تقریروں کو حاصل ہے جو انہوں نے اس ارض مقدس میں عوام و خواص کے سامنے فرمائیں۔ اور جن کا خلاصہ یہ ہے کہ عالم اسلام کے ارتقاء کا دارو مدار اسلامی اصول کی پابندی میں ہے۔ اور اسلام ہی مختلف اسلامی ملکوں کو باہم متحد اور ایک دوسرے کے قریب کر سکتا ہے۔

دوسرے نمبر پر وہ تجاویز ہیں جو پاکستان اور عرب ممالک کو باہم مربوط اور مضبوط کرتی ہیں۔ مثلاً تجارتی معاہدات، ثقافتی وفود کا تبادلہ اور تعلیمی تعاون۔ اس قسم کی جتنی باتیں بھی ہوئی ہیں وہ سب مفید اور قابل عمل ہیں۔ اور ان سے ہمارے بہتر تعلقات کا نیا باب کھل سکتا ہے۔

گلے شکوے

اگرچہ ہمارے دل بہت قریب تھے۔ اور دنیا بھر میں پاکستان واحد وہ ملک ہے جو اسلام کے گہواروں مقدس مقامات اور عرب ممالک سے بے لوث روحانی تعلق رکھتا اور ان کی ہر تکلیف پر پریشان رہتا ہے۔ مگر ماضی قریب میں بعض ایسے حالات ضرور رونما ہوئے تھے۔ جن سے یہ اثر لیا جا سکتا ہے۔ کہ عربوں نے پاکستانی مفاد سے بے اعتنائی برتی ہے۔ یا پاکستان نے عربوں کے بارہ میں اسلامی اخوت کے تقاضوں پر عمل نہیں کیا ہے۔ مگر الحمد للہ تعالیٰ کہ ہر دو صدروں نے بے تکلفی سے برادرانہ گلوں اور شکوں کے بعد اصل حقیقت کو پا لیا۔

ایک دوسرے کے مسائل سے دلچسپی

اور اب تک بعض حلقوں میں جو یہ غلط فہمی تھی۔ کہ عربوں کو مسئلہ کشمیر میں پاکستان سے کوئی ہمدردی نہیں اور نہ متحدہ عرب جمہوریہ پاکستانی موقف کی حامی ہے۔ صدر ناصر کے اختیار کردہ طریق کار نے اس غلط فہمی کو ختم کر دیا۔ چنانچہ صدر ناصر نے صفائی سے اعلان کیا۔ کہ حق کے مقابلہ میں مصلحت یا رواداری کوئی چیز نہیں ہے ہم تمام اقوام و ممالک کو کشمیر سمیت حق خود ارادیت دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے مستقبل کے بارہ میں خود فیصلہ کر سکیں۔ اور یہ مسئلہ پاکستان اور بھارت کو آپس میں بیٹھ کر طے کرنا چاہیئے۔ اس طرح وہ اوہام تار عنکبوت ثابت ہو گئے کہ متحدہ عرب جمہوریہ بھارت سے بہتر تعلقات کی وجہ سے کشمیر کے مسئلہ میں پاکستانی موقف کی حمایت نہیں کر سکتی۔

اس کے مقابلہ میں صدر محمد ایوب خان نے جو اعلان متحدہ عرب جمہوریہ کے حق میں کیا ہے وہ اور زیادہ قیمتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان کسی ایسی تحریک میں شریک نہ ہو گا۔ جو متحدہ عرب جمہوریہ کے خلاف ہو۔

اتحاد عالم اسلام

ہر دو سربراہوں نے اپنے مخصوص مسائل کے سوا عالم اسلام کے اتحاد فلسطین الجزائر اور دیگر ممالک کی باہمی کشیدگیوں پر بھی غور کیا۔ صدر ایوب خان نے ایران اور متحدہ عرب جمہوریہ کی باہمی رنجش کے خلاف بھی کوشش کی (باقی ص۱۲ پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشْرِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْءٍ (رواہ البخاری)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی دن جس میں عمل صالح خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو، ان دنوں کے سوا نہیں ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا خدا کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں خدا کی راہ میں جہاد بھی نہیں۔ مگر وہ شخص خدا کے نزدیک ان دنوں کے عمل صالح سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جو اپنی جان و مال سے خدا کی راہ میں لڑنے نکلا اور پھر واپس نہ ہوا۔ (یعنی شہید ہوگیا) — بخاری

قربانی کی دعا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الذَّبْحِ کَبْشَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَلَمَّا وَجَّھَھُمَا قَالَ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیِّ ذَبَحَ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ عید قربان کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبوں کو ذبح کیا جو سینگ دار، ابلق اور خصی تھے۔ جب آپؐ نے ان کو قبلہ رُخ کیا تو کہا اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی میں متوجہ کرتا ہوں اپنے آپ کو اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو، اس حال میں کہ میں دین ابراہیمؑ پر ہوں۔ ہاں اس ابراہیمؑ کے دین پر جو توحید کو ماننے والے تھے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور میری نماز اور میری قربانی اور میری تمام عبادتیں اور میری زندگی و موت صرف خدا ہی کے لئے ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ مجھ کو اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ! یہ قربانی تیری ہی عطا کی ہوئی ہے اور تیری ہی خوشنودی کے لئے ہے تو اس کو محمدؐ اور اس کی امت کی جانب سے قبول فرما ساتھ نام اللہ کے اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اس کے بعد ذبح کیا۔ (احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، دارمی) اور احمد۔ ابو داؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ دعا پڑھنے کے بعد آپؐ نے دنبوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور کہا بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ۔ یعنی خدا کے نام پر اور خدا بہت بڑا ہے اے اللہ! قبول کر تو اس کو میری جانب سے اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

دوسرے کی طرف سے قربانی کا بیان

وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ نَحْوَہٗ۔

ترجمہ حضرت حنشؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دو دنبے ذبح کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے یعنی یہ دو دنبے کیسے ہیں۔ تمہارے لئے ایک ہی کافی تھا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو وصیت کی ہے کہ میں آپ کی جانب سے بھی قربانی کیا کروں۔

عیب دار جانور کی قربانی نہ کرو

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَۃٍ وَّلَا مُدَابَرَۃٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ — رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَانْتَھَتْ رِوَایَتُہٗ اِلٰی قَوْلِہٖ وَالْاُذُنَ۔

ترجمہ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور کو ہم قربان کریں اس کی آنکھ کان کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ ان میں کوئی نقصان نہ ہو۔ اور یہ حکم دیا ہے کہ اس کو ذبح نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہوا ہو یا پچھلی طرف سے اور اس کو جس کا کان پھٹا ہو لمبائی میں یا گولائی میں۔
(ترمذی، ابو داؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

ایضاً

وَعَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّضَحِّیَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس جانور کی قربانی سے، جس کے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے ہوئے ہوں (ابن ماجہ)

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

تمہید

میرا مسلک: برادران اسلام! میں سب سے پہلے قرآن مجید کا متبع ہوں۔ نمبر دوم قرآن مجید کی جو شرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ اس کا پابند ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں اتنا فرما دیا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (ترجمہ نماز پڑھو)۔ نماز کی وہی تفسیر صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ یعنی نماز پڑھ کر دکھائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر پر مہر تصدیق لگائی ہوئی ہے:۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۵ سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸ (ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔ اسے لے لو۔ اور جس سے منع کرے۔ اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔) نمبر سوم:۔ مذاہب اربعہ میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا پیرو ہوں۔ اگرچہ باقی ائمہ (حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کے متبعین کو بھی حق پر سمجھتا ہوں۔ اور صوفیائے کرام کے چار طریقوں میں سے قادری خاندان کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ چالیس برس قادری خاندان کے بزرگان دین کی خدمت میں جا جا کر تربیت پائی ہے۔ علم تو علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے پڑھا۔ مگر عملی تربیت صوفیائے کرام کی صحبت میں چالیس سال آ جا کر ہوئی۔ لہٰذا کوئی صاحب میری معروضات کو حنفیت کے خلاف ہرگز خیال نہ کریں (کیونکہ مجھے فقہ حنفی کا علم ہے۔ میں نے قدوری سے لے کر ہدایہ اخیرین تک علماء کرام کی صحبت میں رہ کر تعلیم پائی ہے) اور علم عقائد میں شرح عقائد اور خیالی بھی پڑھی ہے۔ ان تینوں علوم (قرآن مجید، حدیث شریف اور فقہ) کی روشنی میں آج ایک مسئلہ کی تحقیق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی پوزیشن اس لئے واضح کر دی ہے۔ تاکہ مسلمان یہ کہہ کر مسئلہ سے گریز نہ کریں۔ کہ یہ کسی وہابی کے خیالات ہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ میں واضح کر چکا ہوں۔ کہ کتاب وسنت کے اتباع کے بعد میں حنفی ہوں۔ اور میرا خاندان قادری ہے۔ جن کے ساتھ دنیا اور آخرت کی نجات وابستہ ہے دعا ہے اے اللہ! میرے مسلمان بھائیوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور متبع کتاب وسنت بنا۔ وما علینا الا البلاغ ❊

آج کے خطبہ کا عنوان

ارشادِ الٰہی:۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

ترجمہ:۔ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔
(سورۃ المؤمن رکوع ۶ پارہ ۲۴)

قرآن مجید سے اس کے شواہد

پہلا شاہد

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ۵ (سورۃ البقرۃ ع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ:۔ اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں۔ تو میں نزدیک ہوں دعا کرنے والوں کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پھر چاہیئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندہ کے پاس ہی رہتا ہے۔ اس کا اعلان ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ ج صلے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۵ (سورۃ ق رکوع نمبر ۲ پارہ نمبر ۲۶)۔

ترجمہ:۔ اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں۔ جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے۔ اور ہم اس سے اس کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انسان کی گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب رہتا ہے۔ تو کیوں نہ اپنی حاجت روائی کے لئے اس ارحم الراحمین سے اپنی مطلب براری کے لئے دعا کی جائے۔ اس کو چھوڑ کر جو گلو کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ باوجود اس کے کہ اس نے اعلان کیا ہوا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)۔ ترجمہ:۔ دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے ـــــ اس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی بزرگ کو پکارنا۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں ہے؟ اور بزرگ بیشک بزرگ ہیں۔ ان میں سے کسی بزرگ نے یہ اعلان کیا ہوا ہے۔ کہ میں مرنے کے بعد بھی ہر مجھے پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں اور اس کی مدد کرتا ہوں؟ کیا پھر بزرگوں کو پکارنا اور خدا تعالیٰ کو نظر انداز کر دینا یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی نہیں ہے اور اس کے حکم کی صریح حکم عدولی نہیں ہے۔ اور کیا جن بزرگوں نے مرنے کے بعد یا دوسرے زندگی میں بھی سننے کا ٹھیکہ ہی نہیں لیا۔ کیا ان کو پکارنا صریح غلطی نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس صریح غلطی سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسرا شاہد

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۵ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹)۔

ترجمہ:۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پھر انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر چاہیئے۔ کہ وہ تمہاری پکار کو قبول کریں۔ اگر تم سچے ہو۔

حاصل یہ نکلا کہ جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ

کے سوا پکارتے ہو۔ وہ بھی تمہاری طرح بندگان خدا تعالیٰ ہیں۔ انہیں پکار کر دیکھو۔ پھر کیا وہ تمہاری پکار کو قبول کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر انہیں خدا تعالیٰ کی طرح پکارنا خلافِ عقل ہے یا نہیں؟

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

تیسرا شاہد

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ الآیۃ (سورۃ یونس رکوع ۱۱ پ ۱۱)۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو نہ پکارو۔ جو نہ تیرا بھلا کرے اور نہ برا۔ پھر اگر تو نے ایسا کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں تیرے نفع اور نقصان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ انہیں نہ پکار۔ اگر تو نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو ظالموں کی فہرست میں داخل ہو جائے گا۔

یہ ظاہر ہے

کہ اللہ تعالیٰ جن کو ظالم قرار دے گا۔ اُن کا ٹھکانا بہشت نہیں ہو گا۔ بلکہ دوزخ ہو گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ (سورۃ مریم رکوع ۳ پ ۱۶)۔

ترجمہ:۔ اور میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ میں تم سے بھی کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے بھی۔ اور فقط اپنے رب کو بلاتا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں فقط اپنے رب کو پکار کر محروم نہیں رہوں گا۔ بلکہ میری حاجت ایک اللہ تعالےٰ کے بلانے اور تمہارے معبودوں کے بغیر بھی پوری ہو ہی جائے گی۔

پانچواں شاہد

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۵ پ ۲۴)۔

ترجمہ:۔ اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔ کہدو۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہر چھپی اور کھلی بات کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں فیصلہ کریگا۔ اس بات میں۔ جس میں کہ وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

حاصل

جو لوگ غیر اللہ کو پکارنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ اُن کے سامنے جب ایک اللہ تعالیٰ کی پکار کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان کے دلوں میں اس بات کے سننے سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جائے تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

چھٹا شاہد

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۝ (سورۃ الجن رکوع ۲ پارہ ۲۹)۔

ترجمہ:۔ کہہ دو۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو۔ میں نہ تمہارے کسی ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔ کہہ دو۔ مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور نہ مجھے اس کے سوا پناہ ملیگی۔ مگر اللہ کا پیغام اور اس کا حکم پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ جس میں وہ سدا رہے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ میں تو فقط ایک رب کو پکارتا ہوں۔ اور کسی دوسرے کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ اور میں خود تمہارے لئے کسی نقصان یا بھلائی کا مالک نہیں ہوں۔ اور میرے لئے اس اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ میرا کام فقط اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکام کی تبلیغ کر دینا ہے۔ اور یاد رکھو۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہو گا۔ اور وہ اس دوزخ میں ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

کھری کھری باتیں

برادرانِ اسلام اور شریف خواتین اسلام کی خدمت میں اس لئے قرآن شریف سے کھری کھری باتیں پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ آپ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر نہ کرنے پائیں۔ کہ اے اللہ! تیرا قرآن مجید عربی میں تھا۔ اور ہم اس عربی زبان سے ناآشنا تھے۔ اب تو میرے اردو میں عرض کرنے سے آپ کا یہ عذر رفع ہو جائے گا اور مستورات یہ عذر بارگاہ الٰہی میں نہ کرنے پائیں کہ ہم پردہ نشین ہونے کے باعث تیرے قرآن مجید کے مضامین کے پڑھنے اور سمجھنے سے عاری رہیں۔ وما علینا الا البلاغ

غیر اللہ (تعالےٰ) کو پکارنے والوں کی قیامت کے دن سزا

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ۝ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ (سورۃ المؤمن رکوع ۷-۸ پ ۲۴)

ترجمہ:- اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرامگاہ بنایا۔ اور آسمان کو چھت۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں پھر تمہاری اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا۔ وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے۔ پس سارے جہانوں کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے۔ وہی ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر اسی کو پکارو۔ خاص اسی کی بندگی کرتے ہوئے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کہہ دو۔ مجھے تو ان چیزوں کی عبادت سے منع کیا گیا ہے۔ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس کھلی کھلی نشانیاں آ چکی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں رب العالمین کے سامنے سر جھکاؤں۔ وہی ہے جسنے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون بستہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے۔ پھر (باقی رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ پھر یہاں تک کہ تم بوڑھے ہو جاتے ہو۔ کچھ تم میں اس سے پہلے مرجاتے ہیں۔ (بعض زندہ رکھتا ہے) اور تاکہ تم وقت مقرر تک پہنچو۔ اور تاکہ تم سمجھو۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس وہ جب کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو صرف اس سے یہی کہتا ہے۔ کہ ہو۔ تو ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ وہ کہاں پھرے چلے جارہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے کتاب کو اور جو کچھ ہم نے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا۔ سب کو جھٹلایا۔ پس انہیں معلوم ہو جائے گا۔ جبکہ طوق اور زنجیریں ان کے گلے میں ڈال کر گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے پانی میں۔ پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا۔ کہاں ہیں۔ جنہیں تم شریک بناتے تھے۔ اللہ کے سوا وہ کہیں گے۔ ہم سے وہ کھوئے گئے۔ بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی چیز کو نہیں پکارتے تھے۔ اسی طرح اللہ کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔ یہ عذاب تمہیں اس لئے ہوا کہ تم ملک میں ناحق خوشیاں مناتے تھے۔ اور اس لئے بھی کہ تم اترایا کرتے تھے۔ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ پھر تکبّر کرنے والوں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

اپیل

سب مسلمانوں (خواہ مرد ہوں۔ یا عورتیں) سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ میری معروضات کو غور سے پڑھیں۔ اور اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے سامنے سر جھکا دیں اور اپنا عقیدہ درست کرلیں۔ ورنہ قیامت کے دن یہ

عذر نہیں

کرسکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تیرا فرمان واجب الاذعان کسی نے تبلایا ہی نہیں تھا۔ ربّنا تقبّل منّا انّك انت السّميع العليم

ایک حدیث شریف بھی ملاحظہ ہو

عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء هو العبادة ثمّ قرأ وقال ربّكم ادعوني استجب لكم رواه احمد والترمذی و ابوداؤد والنسائی و ابن ماجہ۔

ترجمہ:- نعمان بن بشیر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دعا ہی تو عبادت ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "اور تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کرونگا۔"

نتیجہ

یہ نکلا۔ کہ پکارنا ہی تو عبادت ہے۔ لہذا عبادت سوائے خدا تعالے کے کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے رب ہی کو پکارا کرو۔

لہذا

غیر کو پکارا جائے گا تو وہ شرک ہو جائے گا۔ کیونکہ پکارنا فقط اللہ تعالیٰ ہی کو چاہیئے۔ اگر اللہ تعالٰے کے سوا کسی اور کو پکارا۔ تو شرک کا مرتکب ہو جائے گا۔ اللہ تعالٰے سے

دُعا

کرتا ہوں۔ کہ سب مسلمانوں کو اس شرک سے بچائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

قابل تقلید مثال

۱۲ر جمادی الاول بروز بدھ چک نمبر ۵۰ ای۔بی تیلی بار میں چوہدری دین محمد صاحب کی دو لڑکیوں کی شادی تھی۔ ایک ہی دن دونوں براتیں ان کے گھر پہنچیں۔ ایک برات چک ۲۱ عباسیہ کینال اسٹیشن چنی گوٹھ بہاولپور ڈویژن کے مولوی نبی بخش صاحب کے لڑکے کی تھی۔ اور دوسری برات منٹگمری سے۔

منٹگمری سے آنے والے صاحبان آجکل کے رسم و رواج کے مطابق لاوڈ سپیکر اور ریکارڈ وغیرہ ساتھ لائے۔ مگر دوسرے بالکل سادہ جس طرح کہ مسلمانوں کا طریقہ ہوتا ہے آئے۔ رسم نکاح ادا ہونے کے بعد جو صاحبان لاوڈ سپیکر وغیرہ لائے تھے۔ انہوں نے مسجد کے لئے مبلغ پندرہ روپے دیئے اور مولوی نبی بخش صاحب نے دل کھول کر کیونکہ یہ نیکی کا کام تھا۔ فراخدلی سے مسجد کے لئے ایک ہزار روپیہ دیا اور اعلان کردیا کہ چک میں اگر کوئی بیوہ، یتیم، مسکین ہو تو اسے لے آؤ۔ اس طرح سے ان کا قریبًا یکصد روپیہ خرچ ہوا۔ یعنی کل رقم -/۱۱۰۰ روپے نقد راہ للہ دی۔ اس سے ہم سب مسلمانوں کو سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور نیکی کی طرف رغبت کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالٰے ہم سب مسلمانوں کو برائی سے نفرت کرنے اور نیکی کی طرف راغب ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

(احقر العباد محمد سعید گوجرانوالہ)

خوشخبری

برادرانِ اسلام! مدرسہ عربیہ سراج الاسلام واقعہ چھیڑ الہ چک نمبر ۱۶۴ گ۔ب تحصیل سمندری ضلع لائلپور جو عرصہ ایکسال سے نہایت جانفشانی سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہا ہے جنمیں اطراف واکناف کے طلباء کرام تعلیم دین حاصل کررہے ہیں۔ مدرسہ کیطرف سے ہر فنی طلباء کو ہر قسم کی سہولت دیجاتی ہے مثلًا طعام وقیام صابن تیل چارپائی کتابیں وغیرہ۔ نیز احاطہ مدرسہ میں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ جس پر تقریبًا سات ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور ابھی تکمیل کیلئے کافی روپے کی ضرورت ہے مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے جس سے یہ ضروریات پوری ہوں۔ لہذا مخیر حضرات سے مخلصانہ اپیل ہے کہ اس اپنی دینی درسگاہ کو کامیاب بنائیں اور مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ (نوٹ) جو صاحب رقم کی بجائے سیمنٹ اینٹ سریا وغیرہ پہنچانا چاہیں تو انہیں کارکنان مدرسہ کی زیادہ خوشی ہوگی۔ مدرسہ میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ کا بھی اعلیٰ انتظام ہے (الداعیان) الحاج مولانا صالح محمد صاحب ناظم مدرسہ سراج الاسلام و دیگر کارکنان مدرسہ چھیڑ الہ چک نمبر ۱۶۴ گ۔ب تحصیل سمندری ضلع لائلپور

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۶ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدوم ومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

تعلیم دین کی ضرورت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

ہر ہفتے کچھ نہ کچھ اصلاح حال کے لئے عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اصلاح حال کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی صحت روحانی بحال ہو جائے۔ قیامت کے دن ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق باز پرس ہو گی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْأَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تم سب راعی ہو۔ اور تم سے اپنی رعیت کی بابت سوال کیا جائیگا پس امام لوگوں کا راعی ہے اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور مرد اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی محافظ ہے اور اس کے بچوں کی نگران ہے اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس کی بابت پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور ہر راعی سے اس کی رعیت کی بابت باز پرس ہو گی۔

اس آئینہ میں

اپنا چہرہ دیکھئے کہ کتنے بری الذمہ ہیں۔ میاں راعی ہے بیوی بچوں پر۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے کہ بیوی بچوں کو احکام الٰہی سکھائے تھے یا نہیں انہیں دین سکھایا تھا یا نہیں۔ بیوی سے پوچھے گا۔ کہ کیا تو نے بچوں سے میرے احکام کی تعمیل کرائی تھی یا نہیں۔ غرض ہر شخص جو جس جماعت سے وابستہ ہے اس سے پوچھا جائے گا۔ دین سکھانا اسکا فرض ہے۔ آپ چونکہ میرے ساتھ وابستہ ہیں اور میرے پاس آتے ہیں۔ اس لئے

میرا فرض ہے

کہ آپ کو منجی اور مہلک سے مطلع کروں۔ میری جماعت بیٹھی ہے۔ آپ مجھ سے بیعت اس واسطے ہیں کہ آپ کو اللہ اللہ سکھایا جائے کتاب و سنّت سے آگاہی ہو۔ اللہ تعالےٰ مجھے حق کہنے اور آپ کو اس کو سن کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ جب میں اطلاع دے رہا ہوں تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس پر عمل کریں۔ آپ کو دین سمجھا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی جان چھڑا رہا ہوں۔ جتنا جس کو اقتدار زیادہ دیا جاتا ہے اتنی زیادہ باز پرس ہو گی۔ میاں گھر پر راعی ہے۔ بیوی بچوں پر راعی ہے گاؤں کا چوہدری گاؤں والوں کا ذمہ دار ہے علیٰ ہذا القیاس رئیس مملکت پر پورے ملک کی ذمہ داری ہے۔ ہر چوہدری اگر یہ سمجھے کہ میں اپنے گاؤں کا راعی ہوں اور گاؤں والوں کو دین سمجھانا میرا فرض ہے۔ اگر خود نہیں کر سکتا تو کسی عالم دین کو بلا کر اس فرض کو ادا کر دے۔

اصل بات

یہ ہے کہ ماں باپ سے بھی پوچھا جائیگا کہ تم نے اپنے بچوں کو دین کیوں نہیں سکھایا تھا قیامت کے دن جب اولاد بڑی ہو کر دوزخ میں جائے گی تو کہے گی:۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

کُبَرَآءَنَا سے مراد ابا اور اماں ہی ہیں علماء یا فقراء نہیں ہیں۔ ماں باپ نمبر اوّل آتے ہیں کہ ان بے ایمانوں نے دنیا کمانا تو سکھایا لیکن دین نہ سکھایا۔

میاں کا فرض

ہے کہ بیوی کو دین سکھائے اور بیوی کا فرض ہے کہ بچوں کو دین پڑھائے اور احکام الٰہی کی تعمیل کرائے۔ یہ ضروری چیز ہے۔ ورنہ

یاد رکھو!

اگر ان امراض روحانی سے بے دینی کی وجہ سے شفایاب نہ ہوئے تو تمہاری بداعمالیاں اور بدکرداریاں قبر میں ستائیں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔ یعنی قبر یا تو بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔

اگر کوشش کریں گے تو ہم میں سے کوئی دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ میرا فرض ہے کہ آپ سے وہ بات کہوں۔ جس سے خدا راضی ہو۔ میں آپ سے ڈر کر نہیں کہتا خدا سے ڈر کر سناتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دوزخ سے بچائے اور ایمان کامل سے اٹھائے۔ جس طرح مردوں کے لئے دین سیکھنا فرض ہے اسی طرح عورتوں پر بھی دین سیکھنا فرض ہے۔ عورتیں مردوں کے ساتھ برابر چلتی ہیں گھریلو اور دنیاوی معاملات میں مرد عورت کی تفریق ہے۔ لیکن روحانی معاملات میں دونوں برابر ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۳۵)۔

ترجمہ:۔ اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور بہت یاد کرنے والی عورتوں کیلئے اللہ تعالےٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے۔

اب آپ کا فرض ہے کہ عورتوں اور بچوں کو دین سکھائیں یا تو کسی عالم دین کو بلا کر ان کو دین سمجھائیں۔ یا کسی عالم کے پاس لیجا کر انہیں بٹھائیں تاکہ ان کو دین سکھایا جائے۔

خدا کی یاد

کا شوق اور کشش الی اللہ دونوں کی فطرت میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ ۔ او کما قال۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (یعنی اس میں دین حق قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے) پھر اس کے ماں باپ یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی اور یا مجوسی۔

مطلب یہ ہے

کہ ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ یعنی اگر والدین مومن ہیں تو دین سکھاتے ہیں اور اگر کافر ہیں تو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔

میرا تجربہ

ہے کہ اگر عورتوں کو خدا یاد کرنے کا طریقہ سکھایا جائے تو مردوں کے برابر چلتی ہیں۔ آج ایک عورت آئی۔ مجھے کہتی ہے۔ کہ میں آپ سے بیعت ہوں میرا سبق دیکھیں پکا ہے یا کچا۔ میں نے دیکھا۔ تو چاروں لطیفے پکے ہوئے تھے۔

جو کچھ میں نے ڈیڑھ دو ماہ سے تفصیلات عرض کی ہیں ان کا عام لوگوں کو پتہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالے ان سب امراض سے شفا عطا فرمائے۔ آمین

موت سے قبل

آپ کا فرض ہے۔ کہ ہر کام میں نگرانی کریں۔ کہ کہیں ریاء تو نہیں آ گیا۔ کہیں حسد تو کام نہیں کر رہا۔ کہیں کبر تو نہیں آ گیا جب تک اپنے یومیہ حالات پر نگہداشت نہیں کریں گے تو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ شیطان عمل برباد کر جائیگا۔

شیطان ایسا لعین ہے۔ کہ کسی کو ریا میں مارتا ہے۔ کسی کو حسد میں مارتا ہے۔ ہر معاملہ میں غور کریں۔ کہ مجھے غصہ جو آیا ہے کہیں حسد تو نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔
اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ترجمہ:۔ بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو۔

اس کا پتہ جب چلے گا۔ جب قبر میں جائیں گے۔ آپ نے نیکی کی۔ ریاء آ گیا۔ ریاء شرک ہے۔ نیکی برباد ہو گئی۔

سب سے بڑا خطرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
عن محمود بن لبیدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر (چھوٹا شرک) ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا۔ ریاء۔ یعنی دکھلاوا۔

تو عرض یہ ہے

کہ ہر وقت ہر گھڑی ہر دن ہر رات خبردار رہنا چاہیئے۔ شیطان ہر وقت مرد و عورت کے ساتھ رہتا ہے۔ کوئی نہ کوئی رنگ میں بھنگ ڈال دے گا۔ مثلاً کسی مسکین کو روٹی دی۔ دل میں خیال لائے گا۔ لوگ سمجھیں گے بڑا نیک آدمی ہے۔ یہ ریاء ہے۔ روٹی دی اور خدا کے واسطے لا کر دی۔ مگر ریاء کی وجہ سے خدا تعالے کو ناراض کر لیا۔ کسی نے کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

گاؤں والوں کی عادت ہے۔ کہ جہیز پھیلا کر دکھاتے ہیں۔ اور شہروں میں تو رات کے وقت رخصتی کرتے ہیں۔ اور ایک ایک مزدور کے سر پر دو دو برتن رکھ دیتے ہیں۔ گیس کی روشنی میں قلعی شدہ برتن خوب چمکتے ہیں۔ لوگ واہ واہ کرتے ہیں۔ کیا یہ ریاء نہیں ہے۔ جن لوگوں کا مجھ سے تعلق ہے۔ میں کہا کرتا ہوں۔ بیٹی کے برتن بوری میں بند کر دو۔ اور کپڑے ٹرنک میں بند کر کے چابی بیٹی کے حوالے کر دو۔ گھر جا کر دیکھے گی محلے والوں کو دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں گھر بھی لٹایا، کام بھی نہ آیا۔ بوجہ شرک جوتے بھی کھانے پڑیں گے۔ اللہ تعالے نے کیا مشرکوں کے لئے بہشت بنایا ہے؟ انسان سمجھتا ہے۔ کہ میرا نفس مشیر ہے وہ مجھے بتا رہا ہے۔ مگر وہ شیطان کی طرف سے ہے۔ عمر ختم ہو گئی۔ نامۂ اعمال میں نیکی کچھ بھی نہیں۔ اور دوزخ میں گئے۔

اللہ تعالے مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کئی ہفتوں سے زور اس واسطے دے رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کا قال حال بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرائض اور ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔!

سبحٰنک اللّٰھم وبحمدک نشھد ان لا الٰہ الا انت نستلک الجنۃ نستغفرک و نعوذبک من النار۔

برادران اسلام

خداوند کریم کے فضل سے ۱۹۶۰ء لعد از شوال بمقام ڈم کلے تحصیل کرک ضلع کوہاٹ میں ایک مدرسہ عربیہ انوار العلوم معرض وجود میں آیا۔ جس میں فی الحال طلباء اور اساتذہ کرام موجود ہیں۔ اور مدرسہ کا اکاؤنٹ حساب و کتاب رجسٹر کا بیان ناظم ہذا کے پاس باقاعدہ ریکارڈ کے طور پر ہر وقت چیکنگ و پڑتال کیلئے حاضر ہیں اور جمعدار صاحب اسم گل ولد حسن گل موضع ڈیلی میلہ بطور سفیر برائے چندہ مدرسہ انوار العلوم منجانب صدر کمیٹی جناب نوشاد خان صاحب اور دیگر ممبران مجلس انتظامیہ مدرسہ ہذا نے مقرر کیا ہے اور مندرجہ بالا صاحب موصوف کو ایک قرطاس منجانب صدر کمیٹی جناب نوشاد خان اور دیگر ممبران مجلس انتظامیہ سے دیا گیا ہے۔

لہذا برائے کرم حامل قرطاس ہذا کو بدیانتی عرلیضہ ہذا جعلی اور فریب دہندہ تصور نہ کیا جائے۔ فقط والسلام

منجانب عبدالحق مہتمم مدرسہ عربیہ انوار العلوم ڈم کلے

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی (شیخوپورہ)

دعوتِ تفکّر

(۲)

تفکّر فی الارض

زمین کے مختلف احوال ہیں۔ کہیں پہاڑ کھڑے ہیں کہیں دریا رواں ہیں۔ جو پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں ان میں بھی شکل و صورت، رنگ مزہ، چھوٹے بڑے بلکہ نر و مادہ کا اختلاف ہے کبھی زمین دن کے اجالے سے روشن ہو جاتی ہے۔ کبھی رات کی سیاہ نقاب منہ پر ڈال لیتی ہے۔ پھر طرفہ تماشا یہ ہے۔ کہ چند قطعات زمین جو ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ ایک پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ ایک سورج کی شعائیں سب کو پہنچتی ہیں۔ ایک ہی ہوا سب پر چلتی ہے اس کے باوجود اس قدر مختلف پھول پھل لاتے ہیں اور باہم پیداوار کی کمی زیادتی کا اتنا فرق ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کرتا ہے۔ غور و فکر کرنے والے ان نشانوں کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ کہ ایک ہی ابرِ رحمت کی آبیاری اور ایک ہی آفتاب ہدایت کی موجودگی میں انسانوں کے مادی و روحانی احوال کا اختلاف بھی کچھ بعید اور اجنبی نہیں اور یہ کہ لامحدود قدرت کا کوئی زبردست ہاتھ آسمان سے زمین تک تمام مخلوق کے نظامِ ترکیبی کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے۔ جس نے ہر چیز کی استعداد کے موافق اُس کے دائرۂ عمل و اثر کی بہت مضبوط حد بندی کر رکھی ہے۔ پھر ایسے لامتناہی قدرت و اختیار رکھنے والے کو کیا مشکل ہے کہ ہم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ (پ۲۷ ع ۱۱)

ترجمہ:- اور خلق کے واسطے زمین کو بچھایا اس میں میوہ ہے اور کھجوریں ہیں۔ جن کے میوے پر غلاف ہے اور اُس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھُس ہے اور خوشبودار پھول ہیں۔

پھل میوے بھی زمین سے نکلتے ہیں اور غلّہ اناج بھی۔ پھر غلّہ میں دو چیزیں ہیں۔ دانہ جو انسان کی غذا ہے اور بھوسہ جو جانوروں کے لئے ہے اور بعض چیزیں زمین سے وہ پیدا ہوتی ہیں جو کھانے کے کام میں نہیں آتیں۔ لیکن اُن کی خوشبو وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۝ (پ۲۶ ع ۱۵)

ترجمہ:- اور زمین کو پھیلایا اور اُس میں بوجھ ڈالے اور اس میں ہر قسم کی رونق کی چیز اُگائی۔ اُس بندے کو سمجھانے اور یاد دلانے کو جو رجوع کرے۔ اور ہم نے آسمان سے برکت کا پانی اتارا پھر ہم نے اُس سے باغ اُگائے اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے اور لمبی کھجوریں، اُن کا خوشہ تہ بہ تہ ہے بندوں کو روزی دینے کے لئے۔

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ (پ۳۰ ع ۱۳)۔

ترجمہ:- (اور کیا نظر نہیں کرتے) زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی ہے۔

ایسی نہیں کہ سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں یا دوسرے اسباب طبعیہ سے مرتعش ہو کر گر پڑے۔ زمین اپنی کلانی کے سبب باوجود کروی الشکل ہونے کے مسطح معلوم ہوتی ہے اسی لئے اس پر رہنا سہنا آسان ہو گیا۔ تعجب ہے کہ ان چیزوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکیمانہ انتظامات کو نہیں سمجھتے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ (پ۲۹ ع ۲)۔

ترجمہ:- (اللہ) وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو پست کیا اب اُس کے کندھوں پر چلو پھر اور اس کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اسی کی طرف جی اُٹھنا ہے۔

مطلب:- زمین کو تمہارے سامنے کیسا پست و ذلیل اور مسخّر منقاد کر دیا کہ جو چاہو اس میں تصرّف کرو۔ تو چاہیئے کہ اُس پر اور اس کے پہاڑوں پر چلو پھرو اور روزی کماؤ۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ جس نے روزی دی ہے اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ (پ۲۷ ع ۱۵)

ترجمہ:- بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو۔ کیا تم اُس کو کھیتی کرتے ہو یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے۔

تشریح:- یعنی بظاہر بیج زمین میں تم ڈالتے ہو۔ لیکن زمین کے اندر اس کی پرورش کرنا، پھر باہر نکال کر ایک لہلہاتی کھیتی بنا دینا کس کا کام ہے۔ اس کے متعلق تو ظاہری اور سطحی دعویٰ بھی تم نہیں کر سکتے۔ کہ ہماری تیار کی ہوئی ہے۔ کھیتی پیدا کرنے کے بعد اس کا محفوظ اور باقی رکھنا بھی ہمارا ہی کام ہے۔ ہم چاہیں تو کوئی آفت بھیج دیں۔ جس سے ایک دم میں ساری کھیتی تہس نہس ہو کر رہ جائے۔ پھر تم سر پکڑو اور روؤ اور آپس میں بیٹھ کر باتیں بنانے لگو۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ (پ۳۰ ع ۴)

ترجمہ:- اور زمین کو اس کے پیچھے صاف بچھا دیا۔ زمین سے اس کا پانی اور چارہ باہر نکالا اور پہاڑوں کو قائم کر دیا۔ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے کام چلانے کو۔

جب زمین کی پیداوار زیادہ قوی ہوتی ہے تو گنجان ہو کر ایک جزو دوسرے سے مل جاتا ہے اور لپٹ جاتا ہے۔ زمین کا سبزہ پانی کے ساتھ رل مل جاتا ہے۔

دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ اس کے اندر اور باہر ہے۔ زمین کا خیال کرو۔ کہ حق تعالےٰ نے اس کو کس طرح تیرا بچھونا بنایا۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ (پ۳۰ ع ۱)۔

ترجمہ:- کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔

تشریح:- اور زمین کو ایسی وسعت عطا فرمائی کہ انسان اس کے کنارے تک نہیں پہنچ سکتا اور اس پر پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دیں تاکہ تیرے قدم کے نیچے ٹھہری رہے۔ اور سخت پتھروں سے پانی جاری فرمایا تاکہ آہستہ آہستہ نکل کر روئے زمین پر جاری ہو۔ اگر سخت پتھر پانی کو نہ روکے رکھتے تو وہ دفعتاً نکل کر دنیا کو غرق کر دیتا یا مزارع کی زمین کو سینچنے سے پہلے ہی پہنچ جاتا۔ دریا اور چشمے جاری کر دیئے۔ پھر پانی سے سبزہ پیدا کیا۔

موسم بہار پر تفکّر کرو کہ تمام روئے زمین ایک خاکِ کثیف ہوتی ہے۔ لیکن جب اس پر بارش پڑتی ہے تو پھر کس طرح زندہ ہو کر دیبائے ہفت رنگ بلکہ ہزار رنگ کی طرح ہو جاتی ہے اور ہر سبزہ جو پیدا ہوتا ہے اس میں غور کرو کہ پھول بھی ہوتے ہیں اور کلیاں

بھی ہوتی ہیں۔ اور ہر پھول اور شگوفہ کا رنگ جُدا جُدا اور صورت مختلف ہوتی ہے اور ایک سے ایک بہتر ہوتا ہے۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ۝ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ۝ فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۝ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۝ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ۝ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ (پ ۳۰ ع ۵)

ترجمہ :۔ اب دیکھ لے آدمی اپنے کھانے کو۔ کہ ہم نے پانی اوپر سے گرتا ہوا ڈالا۔ پھر زمین کو پھاڑ کر چیرا پھر اس میں اناج، انگور، سبزی، زیتون، کھجوریں اور گنجان باغ اگائے اور میوہ و گھاس تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے کام چلانے کو۔

تشریح :۔ پھر اشجار و اثمار میں فکر کرو۔ اور اُن کی خوبصورتی، ذائقہ، خوشبو اور فوائد پر نظر ڈالو۔ اور حق تعالےٰ نے ہزارہا بوٹیاں اس قسم کی پیدا کی ہیں۔ جن سے تو واقف نہیں ہے اور اُن میں خدا تعالیٰ نے عجیب و غریب فوائد رکھے ہیں۔ کوئی تو اُن میں شیریں ہوتی ہے۔ کوئی تلخ اور کوئی ترش، کسی کی خاصیت تو یہ ہے۔ کہ وہ بیمار کر دیتی ہے۔ اور کوئی اس قدر فائدہ بخش ہے کہ شفا دیتی ہے۔ ایک جان کی حفاظت کرتی ہے۔ اور ایک زہر ہے بعض ان میں سے صفراء کی محرّک ہیں اور بعض دافع ہیں۔ ایک خلط سوداوی کو اُبھارتی ہے اور ایک اُس کو رگوں کے اندر سے خارج کرتی ہے۔ کوئی تو گرم ہے اور کوئی سرد۔ کوئی تو خشک ہے اور کوئی تر۔ کسی سے بہت نیند آتی ہے اور کسی سے نیند موقوف ہو جاتی ہے ایک ایسی ہے جو دل کو فرحت عطا کرتی ہے اور ایک ایسی ہے۔ جو رنج و کلفت کی موجِد ہے۔

کوئی تو آدمیوں کی غذا ہے اور کوئی جانوروں کا چارا۔ اور کوئی چڑیوں کا دانہ ہے اور ان میں ہزاروں عجائبات ہیں تاکہ تجھ کو ایسی قدرتِ کامل نظر آئے کہ تمام مخلوق کی عقلیں حیران، یہ اشیاء بھی لا تعداد ہیں۔

وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝ (پ ۳۰ ع ۱۲)۔

ترجمہ :۔ اور وہ ذات جس نے چارا نکالا پھر اُس کو سیاہ کوڑا کر ڈالا۔

تشریح :۔ اوّل نہایت سبز و خوشنما گھاس چارا زمین سے پیدا کیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کو خشک و سیاہ کر ڈالا۔ خشک ہو کر ایک مدّت تک جانوروں کے لئے ذخیرہ کیا جا سکے اور خشک کھیتی کٹ کر کام میں آئے۔

تفکّر فی المعدنیات

تیسری نشانی وہ بیش قیمت اور نادر الوجود امانتیں ہیں۔ جن کو حق تعالےٰ نے پہاڑوں میں چھپایا ہے۔ اور اسے کان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ بعض تو ان میں زینت اور آرائش کا موجب ہیں جیسے سونا، چاندی، لعل، فیروزہ یاقوت، بلّور اور ہیرا وغیرہ۔ اور بعض اُن میں سے برتن بنانے کے کام آتی ہیں، جیسے لوہا، تانبا، جست، پیتل، کانسی، قلعی اور بعض اُن میں سے متفرّق کاروبار کے لئے ہیں۔ جیسے نمک، گندھک، نفط، قیر۔ ان میں سب سے کم نمک ہے۔ جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے۔ اگر کسی بستی میں نمک دستیاب نہ ہو۔ تو وہاں کے تمام کھانے بدمزہ ہو جائیں۔ لوگ بیمار پڑ جائیں اور ہلاکت کا خوف درپیش ہو۔

پس حق تعالےٰ کے لُطف و کرم پر غور کر کہ تیرا کھانا اگرچہ تیرا خدا ہی تجھ کو پہنچاتا ہے مگر چونکہ اُسے خوش مزہ بنانے کے لئے ایک اور چیز درکار تھی۔ تو وہ بھی اس نے بلا دریغ عنایت کی۔ اور برسات کے پانی سے نمک کی تخمیر کی۔ کیونکہ پانی زمین میں جمع ہو کر نمک ہو جاتا ہے۔ یہ عجائبات بھی لا تعداد اور بیشمار ہیں ——!

سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخر کر دیا۔ کہ تم بے تکلّف اپنی کشتیاں اور جہاز اُس میں لئے پھرتے ہو۔ میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔ بحری تجارت کرو۔ یا شکار کھیلو۔ یا اُس کی تہ میں سے موتی نکالو۔ یہ سب منافع و فوائد حاصل کرتے وقت اپنے منعم حقیقی کو نہ بھولو۔ اس کا حق پہچانو، زبان و دل اور قلب و قالب سے شکر ادا کرو۔

تفکّر فی الانعام

چوتھی نشانی زمین کے حیوانات ہیں جن میں سے بعض دو پاؤں کے بَل اور بعض چار پاؤں کے بَل چلتے ہیں اور بعض پیٹ کے بَل رینگتے ہیں اور بعض ہزار پاؤں سے، بعض اُڑتے ہیں۔ پھر حشرات الارض کے اقسام ہیں ذرا فکر اور تامّل کو کام میں لا، اور دیکھ کہ ہر ایک کی شکل و صورت علیحدہ علیحدہ ہے اور ایک سے ایک اچھا ہے۔ ہر جانور کو جس شئے کی ضرورت تھی۔ حق تعالیٰ نے رحمت فرمائی۔ اور پھر ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ اس طرح غذا حاصل کرتے ہیں۔ اور اس طرح بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ بڑے ہوں۔ اور اپنا آشیانہ آپ بنائیں۔

تفکّر فی النّمل

ذرا چیونٹی ہی پر غور کرو۔ کہ دقت پر کس طرح اپنی غذا کو جمع کرتی ہے اور گیہوں پاتی ہے تو یہ خیال کر کے کہ ثابت خراب ہو جائیں گے تو اس کے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔ تاکہ ان کو کیڑا لگنے نہ پائے۔ اور اگر دھنیا ثابت نہ رہے تو خراب ہو جائے یہ خیال کر کے دھنیا کو ثابت رکھتی ہے۔

علمائے حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں۔ اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیاتِ اجتماعی اور نظامِ سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے۔ آدمیوں کی طرح چیونٹیاں کے خاندان اور قبائل ہیں۔ اُن میں تعاونِ باہمی کا جذبہ، تقسیمِ عمل کا اصول اور نظامِ حکومت کے ادارات نوعِ انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں خطرہ کی آہٹ پاکر اوّل ایک چیونٹی باہر نکلتی ہے اور واپس جاکر اپنی قوم کو اپنی معلومات سے آگاہ کرتی ہے۔

تفکّر فی العنکبوت

مکڑی پر غور کرو، وہ کس طرح اپنا گھر تیار کرتی ہے۔ اور تعمیر میں جو اندازہ کام آتا ہے اُس کا کس طرح خیال رکھتی ہے۔ اپنے لعاب سے ڈوری تیار کر کے دیوار کے دو کونے تلاش کر کے ایک طرف جماتی ہے۔ اور دُوسری جانب لے جاتی ہے۔ اور جب اس طریق سے تانا تن چکتی ہے تو پھر بانا بُننے لگتی ہے۔ اور تاروں کا پیچ کیسے برابر رکھتی ہے تاکہ کوئی تار دُور اور کوئی نزدیک نہ ہو اور خوبصورت بھی معلوم ہو۔ اور دیوار کے ایک کونے میں ایک تار میں لٹک کر مکھی کا انتظار کرتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے۔ پھر جب کوئی مکھی اُلجھتی ہے۔ تو اُسے حملہ کر کے شکار کر لیتی ہے اور وہ تار اُس کے ہاتھ پاؤں میں لپیٹ دیتی ہے۔

تفکّر فی النّحل

شہد کی مکھی کی طرف دیکھو کہ وہ کس طرح اپنا گھر مسدّس بناتی ہے۔ کیونکہ اگر مُربّع بنائے تو اس کی اپنی شکل تو گول ہے تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہیں۔ اور اگر گول بنائیں تو جب مدوّرات کو باہم ملا کر رکھتے ہیں تو اُن کے بیچ میں بیکار جگہ رہتی ہے اور تمام اشکال میں مسدّس سے زیادہ مدوّر کے قریب

قریب کوئی شکل نہیں ہے۔ تو حق تعالےٰ اپنی رحمت اور مہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کس قدر عنایت و مہربانی فرماتا ہے۔

شہد کی مکھی کو حکم دینے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی فطرت ایسی بنائی۔ جو باوجود ادنی حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہیں۔ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر پوری فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ان کی سردار کو "یعسوب" کہا جاتا ہے —— جس کے ساتھ مکھیوں کا جلوس چلتا ہے۔ جب کسی جگہ مکان بناتی ہیں۔ تو سب خانے مسدس متساوی الاضلاع کی شکل پر ہوتے ہیں۔ بدوں مسطرہ پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت و انضباط کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک ہی شکل پر تمام خانوں کا رکھنا آدمی کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔

غذا حاصل کرنے اور کھا پی کر چھتہ کی طرف واپس آنے کے راستے صاف کھلے پڑے ہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔

مختلف رنگ کا شہد نکلتا ہے۔ سفید، سرخ اور زرد، بہت سی بیماریوں میں صرف شہد خالص یا کسی دوسری دوا میں شامل کر کے دیا جاتا ہے۔ جو باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۱۵)

ترجمہ:۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم بھیجا کہ پہاڑوں میں، درختوں میں اور جہاں چھپر باندھتے ہیں، گھر بنالے۔ پھر ہر طرح کے میووں سے کھا، پھر اپنے رب کی راہوں میں چل۔ جو صاف پڑے ہیں۔ ان کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے۔ جس کے مختلف رنگ ہیں۔ اس میں لوگوں کے مرض اچھے ہوتے ہیں۔ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو دھیان کرتے ہیں۔

اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ ۝ (پ ۳۰ ع ۱۳)

ترجمہ:۔ بھلا کیا وہ اونٹوں پر نظر نہیں کرتے کہ کیسے بنائے ہیں؟

تفکر فی اللبن — دودھ کی مشینری

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝ (پ ۱۴ ع ۱۵)۔

ترجمہ:۔ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں سوچنے کی جگہ ہے۔ ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے بیچ دودھ ستھرا، جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے —— !"

اونٹ، گائے اور بھینس وغیرہ جانور جو گھاس چارہ کھاتے ہیں۔ وہ پیٹ میں پہنچ کر تین چیزوں کی طرف مستحیل ہو جاتا ہے۔ قدرت نے ان حیوانات کے جسم کے اندرونی حصہ میں ایسی مشین لگا دی ہے۔ جو غذا کے کچھ اجزاء کو تحلیل کر کے فضلہ و گوبر کی شکل میں باہر پھینک دیتی ہے۔ جو ان کی حیات و بقا کا سبب بنتا ہے اور اسی مادہ سے جس کے بعض اجزاء گوبر اور بعض خون بن گئے۔ ان دو گندی چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز دودھ تیار کرتی ہے۔ جو نہایت پاک، طیب اور خوشگوار چیز ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؔۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ۝ (پ ۲۹ ع ۲)۔

ترجمہ:۔ کیا تم اپنے اوپر پرندوں کو پر کھولے ہوئے اور جھپکتے ہوئے نہیں دیکھتے ہو۔ ان کو رحمان کے سوا کوئی تھام نہیں رہا۔ ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے۔

تفکر فی اللیل والنہار

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؗ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (پ ۲۱ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو، ہر ایک مقرر وقت تک چلتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے۔

تشریح:۔ حق تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا مذکورہ آیت سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و ہالک الذات ہونا اس کو مستلزم ہے۔ کہ اکیلے اسی خدا کے واسطے یہ شانیں اور صفتیں ثابت ہوں۔ پھر جس کے لئے یہ شانیں اور صفتیں ثابت ہوں گی۔ وہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا الخ (پ ۲۰ ع ۱۰)

ترجمہ:۔ تو کہہ، دیکھو تو اللہ اگر ہمیشہ رات کو تمہارے اوپر رکھ دے قیامت کے دن تک۔ تو اللہ کے سوا کون حاکم ہے۔ جو تم کو کہیں سے روشنی لائے۔ پھر کیا تم سنتے نہیں۔ تو کہہ۔ دیکھو تو اللہ اگر تم پر دن کو ہمیشہ کے لئے قیامت کے دن رکھے۔ تو کون حاکم ہے اللہ کے سوا جو تم پر رات لائے۔ جس میں آرام کرو۔ پھر کیا تم نہیں دیکھتے۔

تشریح:۔ مثلاً سورج کو نکلنے نہ دے یا اس سے روشنی سلب کرلے۔ تو اپنے کاروبار کے لئے ایسی روشنی کہاں سے لا سکتے ہو۔ یہ بات ایسی روشن اور صاف ہے کہ سنتے ہی سمجھ میں آجائے۔ تو کیا تم سنتے بھی نہیں؟

اور اگر آفتاب کو غروب نہ ہونے دے۔ ہمیشہ تمہارے سروں پر کھڑا رکھے۔ تو جو راحت و سکون اور دوسرے فوائد رات کے آنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا سامان کونسی طاقت کر سکتی ہے۔ کیا ایسی روشن حقیقت بھی تمہیں نظر نہیں آتی۔

تفکر فی السموات

ایک نشانی ملکوت آسمان اور ستارے اور ان کے عجائبات ہیں اور تمام قرآن شریف میں آسمان اور ستاروں میں تفکر کرنے کیلئے تنبیہہ کی گئی ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا۔

وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۖۚ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝ (پ ۱۷ ع ۳)

ترجمہ:۔ ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور وہ آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۲۴ ع ۱۱)۔

ترجمہ:۔ آسمان و زمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت بڑی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

تشریح:۔ پس حق تعالےٰ نے ملکوت آسمان میں تفکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ سب سے پہلے اپنی ذات کو پہچان۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ

فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ۔ اس کے بعد زمین و نباتات و حیوانات و معدنیات پر غور کر۔ پھر اس کے بعد ہوا اور ابر اور ان کے عجائبات کا خیال کر۔ پھر اس کے بعد آسمان اور ستاروں کی حرکت اور ان کے مشارق و مغارب میں تفکر کر، ستاروں کی کثرت کو ملاحظہ کر۔ پھر ان کے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے۔ کوئی بیل کی شکل پر ہے اور کوئی بچھو کی ہیئت پر، پھر ستاروں کی مختلف گردشوں کو دیکھ، کوئی تو ایک مہینے میں تمام آسمان کو طے کر لیتا ہے، کوئی سال میں۔ کوئی بارہ برس میں اور کوئی تیس برس میں۔

سورج اپنا دورہ ایک سال میں اور چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے اور یہ قیامت تک اسی طرح چلتے رہیں گے۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ٥ (پ ۲۶ ع ۱۵)۔

ترجمہ:۔ کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو کیسا بنایا اور رونق دی اور اس میں کوئی سوراخ نہیں۔

مطلب:۔ آسمان کو دیکھ لو نہ بظاہر کوئی کھمبا نظر آتا ہے نہ ستون، اتنا بڑا عظیم الشان جسم کیسا مضبوط و مستحکم کھڑا ہے اور رات کو جب اس پر ستاروں کی قندیل اور جھاڑ فانوس روشن ہوتے ہیں۔ تو کس قدر پُر رونق اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں برس گزر گئے نہ اس چھت میں کہیں سوراخ ہوا نہ کوئی کنگرہ گرا، نہ پلاسٹر ٹوٹا، نہ رنگ خراب ہوا۔ آخر کونسا ہاتھ ہے جس نے یہ مخلوق بنائی۔ اور بنا کر اس کی ایسی حفاظت کی۔

وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ٥ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ٥ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ٥ (پ ۳۰ ع ۱)۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط چنائی چنی اور ایک چمکتا ہوا چراغ بنایا اور نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا اتارا۔

مطلب:۔ سات آسمان بہت مضبوط بنائے جنمیں آج تک اس قدر مدت گزرنے کے باوجود کوئی رخنہ نہیں پڑا۔ خدا نے اس دنیا کی ایسی عظیم الشان بلند اور مضبوط چھت اتنی مدت سے بغیر ستون کے کھڑی کی ہوئی ہے۔ ذرا سا رنگ و روغن اور پلاسٹر بھی نہیں جھڑتا۔

چاند سورج ایک معین نظام اور ضابطہ کے مطابق برابر چل رہے ہیں۔ کبھی تھکتے نہیں۔ نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے۔ وہ قدرتی طور پر ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ تم سوتے ہو وہ تمہارا کام کرتے ہیں۔ تم چین سے بیٹھے رہتے ہو وہ تمہارے لئے سرگرداں ہیں۔

سورج چاند بلکہ ہر سیارہ اپنے مدار پر پڑا چکر کھا رہا ہے۔ سیارات اللہ کے حکم سے بذاتِ خود چلتے ہیں۔ اسی نے اپنے دستِ قدرت سے آسمان چاند، سورج اور ستاروں کو اس فضائے ہوائی میں بغیر کسی ظاہری ستون کے تھام رکھا ہے جو اپنی جگہ سے نہیں سرکتے ورنہ گر کر اور ٹکرا کر تمہاری زمین کو پاش پاش کر دیتے۔ جب تک اسکا حکم نہ ہو۔ یہ کُرّات یونہی اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے مجال نہیں کہ ایک انچ سرک جائیں۔

اس قدر بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ میں نظر آتی ہے۔ تاکہ تو اُس سے حق تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کو پہچانے۔ پس ہر ستارے میں ایک حکمت ہے۔ اس کے ثبات ہیں، اُسکی سیر ہیں، اور اسکے رجوع ہیں، اس کی استقامت میں اور اسکے طلوع و غروب میں بھی حکمت ہے اور جو سب سے زیادہ روشن و صاف ہے وہ آفتاب کی حکمت ہے

تفکر کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے یہ ایک نمونہ ہے تاکہ تو اسکے سبب سے اپنی غفلت سے آگاہ ہو جائے۔

یہ عالم اجسام حق تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کا فرش زمین ہے اور اسکی چھت آسمان ہے۔ اسکے خزانے پہاڑ ہیں اور اس کے گنجینے دریا ہیں حیوانات و نباتات اسکا اثاث البیت ہیں، چاند اس کا چراغ ہے اور آفتاب اسکا مشعل ہے اور ستارے قندیل ہیں۔ فرشتے اس کے کارندے ہیں اور تو ایسا ہے کہ اسکے گھر کے عجائبات سے غافل ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ گھر بہت بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی ہے جو اس گھر کو دیکھ نہیں سکتی۔

عقلمندوں کی صفات

عقلمند وہ ہیں جو آیاتِ قدرت میں غور کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کے وجود کو برحق مانتے ہیں اور وہ ہر حال میں کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے بھی اس سے غافل نہیں۔ جب آسمانوں اور اجسام فلکی کو دیکھتے ہیں اور پھر زمین کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو انکی پیدائش میں غور و فکر کرکے یہ کہتے ہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ کہ اے ہمارے رب! تو نے اس جہان کو بیکار اور غلط کاری سے پیدا نہیں کیا ہر ہر چیز میں سینکڑوں مصلحتیں ملحوظ رکھی ہیں اور جو لوگ باوجود عقلِ خدا داد کے ان قدرت کے نشانات پر غور نہیں کرتے اور جہان کو از خود پیدا شدہ جانتے ہیں یا انکی پیدائش کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں یا وہ کچھ فکر نہیں کرتے تو یہ کام جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

نیک اور سمجھدار لوگ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم کو جہنم کی آگ سے بچانا۔ ہم آپ کو ہی خالق و مالک مانتے ہیں۔

ہم نے جہان کے حالات میں نظر ڈال کر خدا کو پہچان لیا۔ ہم نے ایک منادی کو سُنا جو آواز دیتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو اے رب! اب ہم ایمان لے آئے اور اس کی مخالفت نہ کی۔ یعنی ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لے آئے۔

اب اے خدا! جو گناہ ہم سے بتقاضائے بشریت ہو گئے ہیں معاف فرما دیجئے۔

حاصل کلام

خدا تعالیٰ وہ پاک ذات ہے۔ جس نے تمہارے لئے زمین کا بستر بچھا دیا ہے۔ آسمان کی چھت بنا دی ہے۔ آسمان سے پانی اُتارا ہے اور اس سے کھانے کے لئے میوے نکالے ہیں۔ اور رات دن کا انقلاب کرتا رہتا ہے۔ موسم تبدیل کرتا رہتا ہے۔ رات کی تاریکی اور خنکی میں سکون و راحت حاصل کرو اور دن کے اُجالے میں کاروبار بھی جاری رکھ سکو اور ان انعامات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو۔

یہ تمام احسانات یاد دلانے کے بعد فرمایا۔

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (پ ۱ سورۃ بقرہ)

ترجمہ:۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

مذکورہ آیت میں انسان کی آزادی کا اعلان ہے۔ کہ کوئی انسان صرف ایک خدا کے سوا کسی کا محکوم بن کر نہ رہے۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ سب کا بادشاہ ایک خدا، قرآن پاک قانونِ الٰہیہ، تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ خدا کا مقصود انسان کی بھلائی ہے۔ انسان کی بھلائی حکمِ خدا کی پابندی ہے۔ حکمِ خدا کی پابندی کا نام عبادت ہے۔ عبادت کا مقصود پرہیزگاری یا انسان کی بھلائی ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اس راز کو سمجھ کر حکمِ خدا کے پابند بن جائیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

بقیہ: **صدر ایوب کا دورہ**

(صسّٰ سے آگے)

اور وہ طہران میں شاہ ایران سے ملے بھی مگر کوئی خاص بات نہ ہو سکی۔ صدر ناصر نے افغانستان اور پاکستان کے درمیان مصالحانہ کوشش کیلئے اپنی خدمات بھی پیش کیں۔

اسلامی ممالک کے اندر پورا تعاون اور اتحاد کی خاطر اس تجویز پر بھی بحث ہوئی کہ عالم اسلام کے نمایندے یا سربراہ حج کے موقعہ پر بڑی سطح پر ایک کانفرنس کریں۔ لیکن صدر ایوب نے اس کو موجودہ حالت میں مزید سیاسی پیچیدگیوں کا سبب بننے کا خطرہ ظاہر کیا۔

اعزاز و احترام

اس دورہ میں ریاض نجد اور حرمین شریفین میں نیز قاہرہ وغیرہ میں صدر محمد ایوب کا ہر طرح سے اعزاز کیا گیا۔ ان کو مختلف کارخانے ثقافتی ادارے دکھلائے گئے۔ فوجوں نے سلامیاں دیں۔ صدر ایوب نے سلطان نجد اور امیر فیصل کو پاکستان کے اعزازی تمغے عطا فرمائے۔ اور مصریوں نے صدر ایوب کو اعزازی علمی ڈگری عطا کی۔ غرضیکہ یہ دورہ ہر طرح کامیاب اور مفید رہا۔ اس سے جہاں عرب ممالک میں پاکستانی وقار میں اضافہ ہوا۔ وہاں مسلمانوں کے عالمی مسائل کو بھی فائدہ پہنچا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اللہ کی رسی تھام کر ایک ہونے اور صحیح اور پرانے اسلام کے ذریعہ ایک برادری قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

تعدد ازدواج یا جنسی انارکی

اسلامی اصول کی فتح کا اعتراف

اقوام متحدہ کی طرف سے ڈیمو گرافک سالنامہ بابت ۱۹۵۹ء حال ہی میں شائع کیا گیا ہے۔ جس کے چند ابواب میں بچوں کی جائز اور ناجائز پیدائش سے بحث کی گئی ہے اور اعداد و شمار کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ دنیا سے شادی کی تقدیس ختم ہو رہی ہے۔ "اور بچے اندر سے کم اور باہر سے زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔" اس سالنامہ میں بتایا گیا ہے کہ السلواڈور۔ ڈومینکن ری پبلک۔ ہنڈوراس۔ گوئٹے مالا اور پناما میں حرامی بچوں کا تناسب ساٹھ فیصدی ہے پناما میں تو چار بچوں میں سے تین بچے پادریوں کی مداخلت یا سول میرج رجسٹری کے بغیر ہی پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی پچھتر فی صدی حرامی بچے لاطینی امریکہ میں حرامی بچوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ یہی حال ویسٹ انڈیز کا ہے۔

دنیا میں ہر خطے اور ہر مذہب کے لوگوں میں یہ بات ضروری سمجھی گئی ہے کہ مرد اور عورت کے تعلق کو چند قواعد و ضوابط کے تحت ملکی رسم و رواج کے مطابق قائم کر کے اس کی تشہیر کر دی جائے۔ کہ یہ جوڑا اب بیوی خاوند ہے اور ان کی اولاد جائز اولاد ہوگی۔ انسان فطری طور پر جس طرح کھانے پینے، رہنے سہنے اور اوڑھنے بچھونے کے کاموں میں عام حیوانات سے امتیاز رکھتا اور حلال و حرام جائز و ناجائز اور اپنے پرائے مال میں تمیز کرنے کا پابند ہے۔ اسی طرح وہ نر و مادہ کی حیثیت سے بھی دیگر حیوانات سے ممتاز شان رکھتا ہے۔ ہر رہگذر میں ہر عورت سے ہر وقت جنسی خواہشوں کی تکمیل انسان کا کام نہیں ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے۔ تو کتوں تک میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔ کہ وہ غیر متعین کتی سہی۔ لیکن وہ موقت بیوی کے طور پر اسمیں حتی الامکان دوسرے کتے کی شرکت برداشت نہیں کرتا۔ اور پرندوں میں تو موسم میں ایک ایک جوڑا مقرر ہو جاتا ہے۔ جو مل کر بلا شرکت غیرے بقاء نسل نوع کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

اگر انسانوں میں شادی کی تقدیس اور جوڑے (زوجین) کے تعین و تقرر کی فطری ضرورت کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ حیوان سے بھی ذلیل تر ہو جائے گا۔ اور حیوان بشکل انسان یا ترقی یافتہ حیوان کہلانے کا زیادہ مستحق ہوگا۔

مسلم ممالک اور حرامی بچے

مندرجہ بالا اعداد و شمار ذکر کرنے کے بعد اقوام متحدہ کے سالنامے میں مسلم ممالک کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور چونکہ موجودہ مغربی تہذیب میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک متحدہ عرب جمہوریہ (مصر و شام) ہے اس لئے اسی کو سرِ فہرست رکھا گیا ہے۔ سالنامہ مذکور میں اعداد و شمار کی روشنی میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلم ممالک میں حرامی بچوں کی پیدائش کا تناسب ایک فی صدی سے بھی کم ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک عالمگیر مسئلہ میں مسلم اور غیر مسلم ممالک میں حرامی بچوں کی پیدائش میں اتنا بڑا فرق کیوں ہے۔ کیا اسلام یا مسلمانوں نے حرامی بچوں کی پیدائش کے سیلاب کے سامنے کوئی بند باندھ رکھا ہے۔ یا وہاں حرامکاروں کی دنیا برتھ کنٹرول کی پابند یا کوئی خاندانی منصوبہ بندی بنائے بیٹھی ہے۔

اس سوال کا جواب بھی اقوام متحدہ کے سالنامے میں یہ دیا گیا ہے۔ کہ چونکہ مسلم ممالک تعدد ازدواج کے قائل ہیں۔ اس لئے وہاں ناجائز ولادتوں کا بازار گرم نہیں رہتا۔ اور اسلام کے اس مسئلہ تعدد ازدواج نے ان ملکوں کو جنسی انارکی کے بحران و طوفان سے بچا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ان ممالک میں ناجائز بچوں کا تناسب صفر کے برابر رہ گیا ہے۔ جو لوگ اپنی جہالت اور ناسمجھی سے کہتے ہیں کہ تہذیب کے اس دور میں تعدد ازدواج کا مسئلہ دل کو نہیں لگتا۔ کیا وہ لوگ اس مخصوص و مشروط تعدد ازدواج کی اجازت پر قدغن لگانے کے بعد اس امر پر خوش ہوں گے۔ اور اس کو عین تہذیب سمجھیں گے کہ تھوڑے عرصہ میں ان کے چاروں طرف حرامی بچوں کی فوج ظفر موج نظر آئے اور ان کی موجودگی اور بہتات سوسائٹی سے زنا و بدکاری کے حجاب اور جھجک کو بالکل ختم کر دے اور کیا وہ یہی چاہتے ہیں؟

اگر وہ یہ نہیں چاہتے تو دو حلال بیویوں کی مخالفت کر کے وہ بیسیوں عورتوں سے منہ کالا کرنے کے موجودہ سیلاب کی کیا روک تھام کر رہے ہیں اور کیا وہ تعدد ازدواج کے معدودے چند واقعات کو محسوس کرنے والے اس بے پناہ طوفان زنا و گناہ، اور اس طرح اس عظیم ظلم کی تلافی پر بھی کچھ سوچ رہے ہیں۔ جو نام نہاد خاوند اپنی نامرد بیویوں پر روا رکھے ہوئے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

اور بندہ خواہش یہ کوئی زیست نہیں ہے
جذبات پہ قدرت ہے نہ تمناؤں پہ قابو
(ماہر القادری)

جناب لال دین صاحب اختر بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

اربابِ صحافت سے

اقوام و ملل کی تاریخ کا مطالعہ کرنیوالے اِس حقیقت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ قوموں کی ترقی و تنزّل کے اسباب پر اگر غور کیا جائے۔ تو دو لو موقعوں پر قوم کے اُدباء، شعراء اور آتش بیاں علماء ہی پیش پیش نظر آئیں گے۔ جب کوئی قوم قعرِ مذلّت میں زندگی کے منحوس لمحات گذار رہی ہوتی ہے۔ تو اُس قوم کا کوئی ادیب۔ کوئی شاعر یا کوئی عالمِ دین قوم کے اس ادبار کو جن نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ باقی لاکھوں افراد اُس بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ قوم کی ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ادیب کا دل جلتا ہے۔ اس کے قلم سے جذبات پیغام بن کر نکلتے ہیں جن کے نتیجے میں سوئی ہوئی قوم بیدار ہونے لگتی ہے اِسی وقت شاعر کا دل دردِ ملت سے بیقرار ہو جاتا ہے۔ وہ منظرِ عام پر آتا ہے۔ اُس کے رشحاتِ قلم سے ذہنی انقلاب کے انوار نکلتے ہیں۔ اُس کی آنکھ قوم کی زبوں حالی پر خون کے آنسو روتی ہے۔ وہ اپنے دردِ دل کو حسین اور دلکش جذبات اور دردناک نغمات میں پیش کرتا ہے۔ جن کو سُن کر بھُولے ہوئے قافلے سیدھی راہ پر آجاتے ہیں۔ اور آخر منزلِ مُراد پہ پہنچ جاتے ہیں۔ لاہور کے ایک فرزانہ و دیوانہ نے شاعر کی اس حیثیت کو یوں بیان کیا ہے ؎

قوم گویا جسم ہے۔ افراد ہیں۔ اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم
محفلِ نظمِ حکومت۔ چہرۂ زیبائے قوم
شاعرِ رنگیں نوا ہے۔ دیدۂ بینائے قوم
مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کسقدر ہمدرد سارے جسم سے ہوتی ہے آنکھ

اب سنیئے! کہ عالمِ دین اس وقت پیغمبر کی نیابت کا تاج پہنے ہوئے قوم کی راہنمائی کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ وہ کراہتی ہوئی انسانیت کو اپنے ہاتھوں سے سہارا دیتا ہے۔ وہ کتاب سنّت کی روشنی میں ادیب۔ شاعر بلکہ قوم کے تمام افراد کی ہدایت کا ذمّہ دار ہوتا ہے۔ وہ قوم کا ہادی ہے۔ وہ ہر فردِ ملّت کے زیان و خسران کو اپنا ذاتی نقصان یقین کرتا ہے۔ اُس نے قوم کی اصلاح و فلاح کے لئے اپنی زندگی کے شام و سحر وقف کر رکھے ہیں۔ ہاں ہاں اس کی مجاہدانہ زندگی پر خالقِ ارض و سما راضی ہے اور خدا تعالٰے کے مقبول بندوں کی نظروں میں ایسے پاک باطن عالمِ باعمل کی ہر ادا ہزار تحسین و آفرین کی مستحق ہے ؎

زہے مخلصی ہر کس کہ بے منت قدم ساید
بہر گامے کہ بردارد ازو پائے زیا چشمے

اگر اس تصویر کے دوسرے رُخ پر نگاہ ڈالی جائے۔ تو یہی ادیب اور شاعر اور دنیا پرست عالمِ دین قوم کی آبادی کو کھنڈرات میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عوام کے رجحانات کا رُخ اُن کے اشاروں سے بدلتا ہے اور افرادِ قوم غیر شعوری طور پر ان کی کورانہ تقلید کرتے ہیں۔

خیر! اس مختصر تمہید کے بعد آج ہم کو اپنے ہمعصر اہلِ قلم سے کچھ کہنا ہے۔ اب اگر پاکستان کے مختلف مکاتیبِ فکر کی ترجمانی کرنے والے حضرات اور اُن کی مختلف تصنیفات کا نام لیں اور بعض کی ستائش اور بعض پر تنقید یا تغلیط کریں تو ایسے غازی ملنے سے معاشرے میں اور بھی انتشار پھیلنے کا اندیشہ ہے اور اُدھر ہم اس انداز سے بھی نابلد ہیں۔ جس کے متعلق غالب مرحوم نے کہا تھا ؎

لڑتے ہیں۔ اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

لیکن قرآن حکیم کا پُرحکمت اسلوبِ تبلیغ ہمارے پیشِ نظر ضرور رہنا چاہیئے:۔

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ۔

(اپنے پروردگار کی راہ کی دعوت دو۔ لیکن پختہ باتوں اور نصیحت بھرے طریقے سے۔ اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اُن سے بحث کرو

اس موقعہ پر ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم منصفانہ طریق سے اپنی ملت کے اہلِ قلم سے کچھ عرض کریں۔ اگرچہ ہمارا روئے سخن کسی خاص جماعت کی طرف نہیں ہے۔ لیکن بعض چیزیں اگر بعض جماعتوں کا تشخص بن کر رہ گئی ہوں۔ تو اُن کی طرف اشارات کرتے ہوئے۔ پاکر ہمیں معذور سمجھیئے گا۔ مگر وہاں بھی ہمارا مقصود محض اصلاح ہی ہو گا۔

اب ہم ملک کی عام پکار کے مطابق اس نوزائیدہ مملکت کے قیام و استحکام کے مسئلہ کو پہلے لیتے ہیں اور ملک کے حقیقی خیر خواہوں کے سامنے ملّت کی دُکھ بھری داستان پیش کرتے ہیں کچھ عجب نہیں کہ ہماری دردمندانہ فغاں اُن کے زاویۂ نگاہ کو بدلنے میں مدد دے۔ اور ملک و قوم کی ناؤ منجدھار سے نکل جائے۔ کیوں نہیں! لیس لِلْاِنْسَان الا ما سعٰی۔

اے وطنِ عزیز کے معزّز صحافیو! میں خدائے قدّوس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حصارِ مِلّت کی سیسہ پلائی ہوئی دیواریں دشمن کے جدید آلاتِ حرب سے ممکن ہے نیست و نابود نہ ہوں۔ مگر آپ کی جنبشِ قلم سے شکست و ریخت کے وہ ہولناک مناظر سامنے آ سکتے ہیں کہ الاماں! سُنیئے! جسموں کے انقلاب کی مدّت بہت قلیل ہوتی ہے۔ مگر رُوحوں کے انقلاب دیر سے آتے ہیں اور دیرپا ہوتے ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں وہ قلم ہے اور دماغوں میں وہ فکر، اور دِلوں میں وہ کسک ہے کہ اگر آپ تعمیرِ نو پر غور کریں تو پست ترین بستیوں کے شام و سحر بدل جائیں۔ قوم کی سفّاکی اور درندگی کو کریمانہ انداز عطا کر دیں قوم کے بداخلاق اور بدقماش عنصر کو شرافت اور کریم النفسی کا سبق سکھائیں۔ مرد تو مرد صنفِ نازک کے سامنے قرونِ اولیٰ کی صحابیات کے واقعات اس انداز سے رکھیں۔ کہ "الہوا" کی نازک کلائیوں میں ضربتِ غازیانہ کروٹیں لینے لگے۔ تاریخ کہتی ہے کہ مسلمان مائیں غازی اور نمازی بچے جنتی تھیں اور بہنیں مجاہد بھائیوں کو رجزیہ لوریاں دیتی تھیں۔ مگر آج سگریٹ اسگار و نغمہ و شراب کی گودیوں میں پلے ہوئے خالد و طارق رنگین و مصوّر بوشرٹوں میں ملبوس ایکٹروں کی وضع قطع بنائے سینما گھروں کا طواف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قوم کو فرنگی ابلیس نے عیشِ بے ہنگام میں مبتلا کر کے اُن سے مجاہدانہ جوہر چھین لئے ہیں۔ دیکھئے۔ نقاشِ پاکستان نے اِن نوجوانوں کو نسوانی حرکات و عادات میں گرفتار دیکھ کر کس طرح خون کے آنسو بہائے ہیں ؎

ترے صوفے ہیں، افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی
امارت کیا، شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں، نہ استغنائے سلمانی

ہاں! اے داعیانِ تہذیب! اس وقت آپ کا فرض ہے۔ کہ قوم کی پستی اور گراوٹ کے اسباب معلوم کریں۔ افرادِ ملّت کو اُن کی انفرادی اور اجتماعی لغزشوں سے آگاہ کریں۔ اِن کو مہلک عادات سے بچنے کی تجویزیں سُجھائیں۔ وہ مسلمان غازی جن کی خارا شگافی کی داستانیں دجلہ و فرات کی لہروں، بلکہ جزیرۃ العرب کے ذروں تک کو

یاد ہیں۔ اُن کی تباہ حالی پر آپ ترس کھائیں۔ اُن کی موجودہ کس مپرسی کو ختم کرنے اور اُن کو حیاتِ نو سے آشنا کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائیں۔ قوم سوئی ہوئی ہے۔ قوم کے بخت سوئے ہوئے ہیں۔ قوم کی متاعِ حریت اغیار کے ہاتھوں اور اپنے بدافعال کے کارن لٹ رہی ہے ممکن ہے کہ افرادِ قوم خوابِ غفلت سے آپ کی شیریں نوائی سے بیدار نہ ہوں۔ اس لئے آپ پر لازم ہے۔ کہ

حُدی را تیز ترمے خواں چو محمل را گراں بینی
نوا را تلخ ترمے زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی

آپ ان کو جھنجھوڑیں۔ اِن کی خوابیدہ رُوحوں اور دلوں کے سامنے ڈھول پیٹیں۔ پھر بھی قوم کی آنکھ بیداری سے ناآشنا رہے تو اپنی شعلہ نوائی اور اپنے خدا داد آتشیں جذبات سے ان کے رگ و پے کو گرمائیں۔ ہاں۔ ہاں۔ ادیب کا قلم۔ شاعر کی الہامی نواء اور عالمِ دین کی بے لوث خطابت دلوں میں زلزلے پیدا کر سکتی ہے۔ بارک اللہ! وہ صورِ اسرافیل ہی کیا۔ جس سے صدیوں کے مُردے محشرستان میں اُٹھ کھڑے نہ ہوں۔

اگر سرزمینِ عرب کے آہنی عزم والے بہادروں کو عجمی تہذیب چند سالوں میں حریر و دیبا کا دلدادہ بنا سکتی ہے۔ تو ہندوستان پر حملہ آور سُرخ چہروں والے مغل سات سو برس تک شاہی عیش و عشرت میں رہ کر چغتائی شمشیر زنی کے جوہر سے محروم ہو جائیں تو مؤرخ اسلام کو ہماری قومی ذلت ورطۂ حیرت میں کیوں ڈالے؟ یہ طبعِ انسانی کی اُفتاد ہے کہ ماحول کے جادو سے متاثر ہو جاتی ہے اور اس میں ایسا تغیر رُونما ہو جاتا ہے۔ کہ شیروں کے بچے بھیڑوں سے خائف ہونے لگتے ہیں۔ فاتح قومیں محکومی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ عزائم کی بلندی، کردار کی پختگی۔ شبانہ روز محنتِ شاقہ۔ قربانی کا جذبہ اور بے لوث خدمتِ خلق کا ولولہ اس وقت تک افراد میں قائم رہ سکتا ہے جب تک اُن کی رُوح کو سہل انگاری، تساہل، عیشِ حرام، تضیعِ اوقات اور دیگر لغویات سے محفوظ رکھا جائے۔ اقوامِ عالم کے ارتقاء و زوال کے نباضِ کی زبانی سُنیئے!

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

اکثر اسلامی ممالک میں آج ایسے لٹریچر کی یورپ سے درآمد یا اشاعت و ترویج ہو رہی ہے جس کا ہر ہر لفظ ایک زندہ و پابندہ قوم کو عیاش و بدکردار بنا سکتی ہے۔ ہمارے ہاں بے شمار رسائل۔ اخبارات اور کتابیں رات دن چھپتی ہیں۔ لیکن شومئ قسمت سے ۹۵ فی صد افراد ایسے لٹریچر کو پسند کرتے ہیں۔ جس میں جنسی جذبات و تعلقات کو اوباشانہ انداز میں اُبھارا گیا ہو۔ ہمارے اکثر ادیب اور شاعر اور فلم ڈائرکٹر لوگوں کے دلوں میں آتشِ شہوت تیز تر کرنے کے لئے اس قدر ہیجان خیز مواد مہیا کرتے ہیں کہ کیا مجال! اگر زاہد سے زاہد بھی اُس کے لچر پوچ کلام کو پڑھے، سُنے یا فلم دیکھے تو جنسی ہیجان اُسے غلط راستے پر نہ ڈال دے۔ خدا کا غضب! کہ وہ رسائل اور کتابیں فلمی اور جنسی لٹریچر قوم کی دوشیزگان اور بچوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ اور پھر نوجوانوں کی ترغیب کے لئے رسائل پر نہایت دلفریب نسوانی فوٹو بنائے جاتے ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو تو ادیب، شاعر اور مصوّر رات دن اسی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں کہ قوم کی دِلی مانگ کو کس طرح پورا کیا جائے۔ سینما کی سٹوریاں لکھنے والے کوئی بڑھئی اور موچی تو نہیں ہوتے۔ آخر وہ بھی دَورِ حاضرہ کے قادر الکلام شعراء، ڈرامہ نویس، جذبات نگار ادیب اور زندگی کے بعض شعبوں کے مصوّر ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کے مطبوعہ لٹریچر پر انصاف سے غور کیجئے اور نشریاتی مرکزوں پر فرمائشی گیتوں کے اخلاقی معیار کا جائزہ لیجئے۔ تو آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔ کہ قوم کی ناؤ ہلاکت کے دھارے پر چڑھی کی چڑھی ہے ناخدا کے ذہن میں اب طوفان و سکون کا احساس باقی نہیں رہا۔ وہ اپنے حال میں مست ہے اور اِدھر اہلِ کشتی ہر قسم کے خطروں سے بے نیاز ہو کر رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔

اس افسوسناک حالت کو دیکھ کر ہمارا دل خطرناک اندیشوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہمارے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ قوم کی تعمیرِ نو اور ملکی استحکام کے سارے خاکے دھندلے پڑنے لگتے ہیں۔ آپ ہماری اس کیفیت کو بزدلی سے تعبیر کیجئے۔ مگر ہمارے تصوّر میں تو جہنم نما قعر اور ہلاکت خیز گرداب آنے لگتے ہیں۔ کیونکہ انسانی تاریخ میں کسی بھی ایسی قوم کا ذکر نہیں ہے۔ کہ اس کے پیر و جوان عیش و عشرت میں مستغرق ہوں اور گردشِ افلاک نے اُس کو ادبار و نحوست کی بیڑیوں میں جکڑ نہ دیا ہو ؎

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
لیک کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف (اقبالؒ)

ہائے یہ اجتماعی نکبت! جس کے حال کے آئینے میں مستقبل کی بھیانک صورت نظر آ رہی ہے بھٹکتی ہوئی قوم خدا جانے تباہی کے کس گڑھے میں جا گرے۔ دینِ اسلام کے پرستار ادیبو اور شاعرو! آؤ ہم انسانیت اور انصاف کو اپنے اوپر حاکم تسلیم کر لیں۔ اور پھر اپنے کردار کو ان کے سامنے پیش کر کے فیصلہ پوچھیں۔ تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ اس سیاہ بختی کا اگر آسمان و زمین انجام بد نہ دیکھیں تو اور کون دیکھے گا۔ ہائے ہائے! "ناگا ساکی" اور "ہیروشیما" کی تباہی تو پھر بھی کسی محدود دائرے میں تھی۔ مگر ہمارے مقدّس وطن کا ہر دماغ اور ہر دل بد اخلاقی کے زہر سے مسموم ہو رہا ہے۔ وہ اجسام کی ہلاکت تھی، یہ ارواح کی بربادی ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہی اخلاق سوز اشعار لڑکے کی زبان پر جاری ہیں جو باپ گنگناتا پھرتا ہے۔ اور لڑکی کو وہی فلمی گیت ازبر ہیں جو ماں کا وظیفہ بنے ہوئے ہیں۔ غرضیکہ کنوئیں میں بھنگ پڑی۔ رذیلوں کا کیا ذکر شرفاء کے گھر آج بنجو، ہارمونیم اور طبلہ سے خالی نہیں رہے رقص و سرود لڑکیوں کا مشغلہ ہی نہیں، بلکہ معاشرے کا اہم جزو سمجھا گیا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں Music کے اوقات رکھے گئے ہیں لڑکوں اور لڑکیوں کا دائرۂ مشاغلی اتنا وسیع ہو چکا ہے۔ کہ اگر تمام دن بازار میں بیٹھ کر مختلف فیشنوں کو دیکھا کیا جائے تو یقین ہو جائیگا کہ ان کا شمار تک مشکل ہے۔ خیر! یہ کونسا فلسفہ کا مسئلہ ہے جو بیان کیا جائے۔ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

اب وہ قوم جس کے افراد اخلاقِ حمیدہ سے متصف نہ ہوں۔ جس کا اکثر حصہ عیشِ حرام کی دھت میں کھو چکا ہو۔ جس کے شام و سحر میں تعمیری پروگرام برائے نام رہ گیا ہو۔ اس کو عشقیہ ناولوں، جنسی ٹھمریوں، فرمائشی گیتوں اور حیا سوز کھیلوں میں مشغول کیا جائے تو وہ کب تک زندہ رہیگی۔

قوم کی ایسی حالت کے موقعہ پر ادباء شعراء اور علماء کرام کو اپنے فرائض کا پُورا پورا احساس ہونا چاہیئے۔ اس موقعہ پر علماء کرام کی خدمت میں نہایت ادب سے صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ باہمی اختلافات کو ختم کر کے اصلاحِ قوم کا مشترکہ محاذ قائم کریں۔ کیونکہ یہ ملک و ملت کی نجات و فلاح کا مسئلہ ہے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور اصلاحِ حال کی توفیق ارزانی فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

نوٹ

خط و کتابت اور ترسیل زر کے وقت اپنا پورا پتہ تحریر فرمادیں نمبر خریداری کا حوالہ بہت ضروری ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بے جا ہوگی (مدیر)

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

فکرِ فردا

(۲)

اس جہانِ فانی سے کوچ کرکے ہمیں اک عالمِ جاودانی کی طرف بہرصورت جانا ہے - اس لئے ہماری نظر صرف اس دنیا کی تنگ و دو تک محدود نہ رہنی چاہیئے - بلکہ آخرت کا فکر ہر وقت دامنگیر ہونا چاہیئے -

قیامت

قیامت کا آنا یقینی ہے -

(۱) وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ٥ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ ٥

(الانفطار ایت ۴-۵)

ترجمہ - اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی - تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا -

"یعنی جو چیزیں زمین کی تہ میں تھیں اوپر آجائیں اور مُردے قبروں سے نکالے جائیں - جو بھلے بُرے کام کئے شروع عمر میں یا اخیر میں - ان کا اثر پیچھے چھوڑا یا نہیں چھوڑا - سب اس وقت سامنے آجائیں گے -"

(حضرت مولانا عثمانی رح)

(۲) ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ٥ (النبا آیت ۳۹)

ترجمہ - یہ یقینی دن ہے ، پس جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنالے -

"یعنی وہ دن آنا تو ضروری ہے اب جو کوئی اپنی چاہے اس وقت کی تیاری رکھے -" (حضرت مولانا عثمانی رح)

اعمال نامہ

اس دن اعمال نامہ (سب عملوں کا مکمل ریکارڈ) ہر انسان کے سامنے ہوگا -

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ٥

(الکہف ایت ۴۹)

ترجمہ:- اور اعمالنامہ رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا - اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے - جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پر - یہ کیسا اعمال نامہ ہے - کہ اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی - مگر سب کو محفوظ کیا ہوا ہے - اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے - اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا

یہ وقت بدبخت کافر کے لئے بڑا کٹھن ہوگا - اس وقت وہ یہ تمنا کرے گا - کہ کاش میں انسان بن کر پیدا نہ ہوتا - قبر سے دوبارہ زندہ کرکے حساب وکتاب کے لئے اُٹھایا نہ جاتا - اور مٹی ہو گیا ہوتا مگر یہ سب تمنائیں بے سود ثابت ہونگی اور اسے بداعمال کی گرفت سے بچنا ناممکن ہے -

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ٥ ج يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ٥

(النازعات - آیت ۴۰)

ترجمہ:- بے شک ہم نے تمھیں ایک قریب آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا - اور کافر کہے گا - اے کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا -

اعمال کا نتیجہ

وَ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ٥ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ٥ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ٥ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ٥

(الحج - آیت ۷ - ۱۰)

ترجمہ:- اور بے شک قیامت آنے والی ہے - جس میں کوئی شک نہیں اور بے شک اللہ قبر والوں کو دوبارہ اُٹھائے گا - اور بعض وہ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی اور دلیل اور روشن کتاب کے بغیر تکبر سے جھگڑتے ہیں - تاکہ اللہ کی راہ سے بہکائے - اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن بھی ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے - یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں -"

حاصل کلام قیامت یقیناً آئے گی سب انسان زندہ کرکے قبروں سے اُٹھائے جائیں گے - اب جو شخص دین کے علم کی سوجھ بھی نہ رکھتا ہو - راہِ ہدایت سے بے بہرہ ہو - احکام الٰہی سے غیر واقف ہو - اور اس کے باوجود بھی اللہ کے بارے میں اپنی خواہش اور رائے سے لوگوں کے ساتھ جھگڑتا پھرے - خود دین حق سے اعراض کرنے والا ہو - دوسروں کو بھی دین حق سے بہکائے - وہ دنیا میں بھی اطمینان کا سانس ہرگز نہ لے گا - دنیا میں ذلیل ، رسوا اور خوار رہے گا - اور قیامت کے دن جہنم کے سخت عذاب میں مبتلا ہوگا - تب اُسے کہا جائے گا - یہ تیری اپنی کرتوتوں کا پھل ہے - اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں -

دوسری جگہ ارشاد باری تعالےٰ ہے:-

مَا يُجَادِلُ فِىْ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِى الْبِلَادِ ٥

(المؤمن آیت ۴)

ترجمہ:- اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر وہ جو کافر ہیں - پس ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکا نہ دے -"

"یعنی اللہ کی باتیں اور اس کی عظمت و قدرت کے نشان ایسے نہیں جن میں جھگڑا کیا جائے - مگر جن لوگوں نے یہ ٹھان لی ہے کہ روشن سے روشن دلائل و براہین اور کھلی کھلی باتوں کا بھی انکار کیا جائے وہ ہی سچی باتوں میں ناحق جھگڑے ڈالتے ہیں -

یعنی منکرین کا انجام تباہی اور ہلاکت ہے - وہ فی الحال شہروں میں چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں ، اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے - یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال و استدراج ہے کہ چند روز چل پھر کر دنیا کے مزے اُڑا لیں ، بانجاریں اور سازشیں کرلیں ، پھر ایک روز غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہوکر پکڑے

جائیں گے ۔ اگلی قوموں کا حال بھی یہی ہوا۔"

(حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

دوسرے مقام پر انسان کی اس طرح کی ناشکری کا ذکر ہے :-

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝

(لقمٰن ۔ آیت ۲۰)

ترجمہ :- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ سب کو اللہ نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں ۔ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے معاملے میں جھگڑتے ہیں ۔ نہ انھیں علم ہے اور نہ ہی ہدایت ہے، اور نہ روشنی بخشنے والی کتاب ۔

"یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے ، پھر تم اس کے کام میں کیوں نہیں لگتے ؟

کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے معلوم ہوں ۔ یا بے تکلف سمجھ میں آ جائیں ۔ چھپی وہ جو عقلی غور و فکر سے دریافت کی جائیں ۔ یا ظاہری سے مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معادی نعمتیں مراد ہوں ۔ گویا پیغمبر بھیجنا ، کتاب اتارنا ، نیکی کی توفیق دینا ، سب باطنی نعمتیں ہوں گی ۔۔! واللہ اعلم ۔

یعنی ایسے کھلے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی شئون و صفات میں ، یا اس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں ، اور محض بے سند جھگڑتے ہیں ۔ نہ کوئی علمی اور عقلی اصول ان کے پاس ہے ، نہ کسی ہادیٔ برحق کی ہدایت ، نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ ۔ محض باپ دادوں کی اندھی تقلید ہے ۔ جس کا ذکر اگلی آیات میں آتا ہے ....."

منکروں کے آخری لمحات

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

(الانفال ۔ آیت ۵۰ - ۵۱)

ترجمہ :- اور اگر تو دیکھے جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں جلنے کا عذاب چکھو ۔ یہ اسی کا بدلہ ہے ۔ جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۔ اور بے شک اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۔

یعنی "کردنی خویش آمدنی پیش" والا معاملہ ہے ۔!

مرتے وقت انسان مہلت کی تمنا کریگا ۔

فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ

(ابراہیم ۔ آیت ۴۴)

ترجمہ :- تب ظالم کہیں گے اے رب ہمارے ۔ ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ ہم تیرا بلانا قبول کر لیں ۔ اور رسولوں کی پیروی کریں ۔

مگر نہ ہی یہ تمنا مرتے وقت قبول ہوگی نہ ہی قیامت کے دن دنیا میں دوبارہ لوٹنے کی درخواست قبول کی جائے گی ۔ صرف حسرت ہی حسرت رہ جائے گی ۔ حسرت بھی وہ جو کبھی پوری نہ ہوگی ۔

اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (نوح ۔ آیت ۴)

ترجمہ :- بے شک اللہ کا وقت ٹھیرایا ہوا ہے ۔ جب آئے گا تو تاخیر نہ ہوگی ۔

اس دن انسان کے سب اعمال اس کے سامنے ہوں گے ۔

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۢ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝ (القیٰمہ ۔ آیت ۱۳)

ترجمہ :- اس دن انسان کو بتا دیا جائیگا کہ وہ کیا لایا اور کیا چھوڑ آیا ۔

"یعنی پرانے اور نئے ، اگلے اور پچھلے چھوٹے اور بڑے ، سب اعمال بتلائے جائیں گے ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

(الکہف ۔ آیت ۴۹)

ترجمہ :- اور جو کچھ انھوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے ۔ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا ۔

نیز اللہ تعالےٰ نے فرمایا :-

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰي نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝

(القیٰمہ ۔ آیت ۱۴-۱۵)

ترجمہ :- بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے ۔ گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے ۔

یعنی انسان اپنے نفس کا خود گواہ ہے گو وہ انکار کرے یا حیلے بہانے پیش کرے ۔ مگر وہ اپنے افعال سے باخبر ہے ۔

اور نیز ارشاد باری تعالےٰ ہے ۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۱۴)

ترجمہ :- اپنا اعمال نامہ پڑھ لے ۔ آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے ۔

حضرت علی ابن ابی طلحہ رض فرماتے ہیں :-

حضرت عباس رض نے فرمایا "بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے ۔ اس کے کان ، ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء ہیں ۔ بقول حضرت قتادہ رض وہ اس کے اوپر گواہ ہوں گے ....."

(ابن کثیر رح)

انصاف

ذیل میں ایک منظوم انگریزی کہانی کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک کہانی ہے جسے حقیقت سے دور کا تعلق بھی نہیں لیکن سبق آموز ضرور ہے اس سے انصاف اور ایثار کا سبق ملتا ہے۔ امید ہے بچے اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔

ایک بادشاہ کی تم کو سناتا ہوں کہانی!
دل میں تھی جس کے دیکھئے ایماں کی روانی
انصاف کا مالک تھا اور انصاف پسند تھا
حق گوئی کا خواہاں تھا اور صاف پسند تھا
شہرہ تھا زمانے میں کہ انصاف پسند ہے
چرچا تھا زمانے میں کہ انصاف پسند ہے
دیکھا نہ سنا اس سا زمانے میں رحم دل
مخلوق کی آسان وہ کرتا رہا مشکل
جو بھی تھا بادشاہ پہ دل و جاں سے فدا تھا
اور سوتے بادشاہ سے کسی کو نہ گلہ تھا
تاریخ اس مثال پہ شاداں رہے گی
زندہ اسی سے آدمی کی شان رہے گی

ملتا نہیں انصاف میں اس کا کوئی ثانی
یہ ایک حقیقت ہے نہ سمجھو یہ کہانی

ایک روز کا میں تم کو سناؤں وہ ماجرا
اس کے بھرے دربار میں جو واقعہ ہوا
دربار خوشہ چینوں سے اس روز بھرا تھا
جو پہرے دار دیکھا وہ استادہ کھڑا تھا
کیا بادشاہ کا دیکھئے جاہ و جلال تھا
ایک دوسرے سے بولنا بھی تو محال تھا
خدام باادب وہاں خاموش کھڑے تھے
انسان تھے وہ، یا کوئی کھمبے سے گڑے تھے
ایک خستہ حال فاختہ دربار میں آئی
لینے پناہ خدمتِ سرکار میں آئی
کی عرض فاختہ نے کہ اے شاہِ نامور
مجھ کو بچا لے موت نے گھیرا ہے آن کر
پھر بادشاہ کا اُسے ارشاد یوں ہوا
بیتی ہے تیرے ساتھ کیا مجھ کو ذرا بتا
اتنے میں وہاں ایک شہباز آ گیا
پھر گفتگو کا اس طرح آغاز تھا ہوا
کہتی تھی فاختہ تو مجھے اس سے بچا لے
پنجے سے اس شکاری کے للہ چھڑا دے
شہباز بولا فاختہ خوراک ہے میری
کر اس کو حوالے میرے اس میں نہ ہو دیری
بھوکا ہوں اور بھوک سے میں چکنا چور ہوں
اس کے لئے میں اپنے نشیمن سے دور ہوں
اے شہ خدا کے واسطے اس کو نہ پناہ دے
اللہ نے بنائی ہے یہ میرے واسطے
پیچھا کیا ہے میں نے چٹانوں سے اس کا آہ
تیری پناہ لینے کو یہ آ گئی ہے شاہ
اب بھوک سے بدن میرا بے حد نڈھال ہے
پرواز کرنا میرے لئے اب محال ہے
جب باز کی شاہ نے سُنی ساری گفتگو
بولا پناہ میں میری ہے اب اس کو چھوڑ تو
بھوکا ہے تیرے واسطے بکرا ذبح کروں
اور تو اگر کہے تو میں دُنبہ ذبح کروں
شہباز بولا فاختہ کو کیسے چھوڑ دوں
لایا ہوں جو اُمید اسے کیسے توڑ دوں
بکرے کے گوشت کی تو ضرورت نہیں مجھے
دُنبے کے گوشت کی کوئی حاجت نہیں مجھے
یہی میری خوراک ہے کر میرے حوالے
انصاف میرے ساتھ کر آنکھوں کے اُجالے
جو فرض ہے تمہارا کہ جاں اس کی بچاؤ
پھر گوشت اپنے جسم کا تم مجھ کو کھلاؤ
پھر کہا بادشاہ نے کہ منظور ہے مجھ کو
بھر دوں میں تیرے شکم کو مقدور ہے مجھ کو
فرمانِ شہنشاہ ہوا: لاؤ تو ترازو
اور اس کے ساتھ ساتھ اچھا سا ہو چاقو
جاری جو بادشاہ کا فرمان ہو گیا
اک پل میں حاضر سارا یہ سامان ہو گیا
کٹوایا گوشت تھوڑا سا پھر اپنی ران سے
تاکہ وہ فاختہ کو بچا لیوے جان سے
اک سمت تو ترازو میں وہ گوشت رکھ دیا
اور فاختہ کو دوسرے پلڑے میں دی بٹھا
وہ گوشت فاختہ کے برابر نہ ہو سکا
حتّٰی کہ بادشاہ بھی برابر میں تُل گیا
حیراں تھے لوگ دیکھ کر یہ ماجرا وہاں
ننھی سی فاختہ کہاں اور بادشاہ کہاں
لیکن یہ امتحاں تھا شہ کا اے دوستو
اس امتحاں میں پُورا وہ اُترا اے دوستو
یہ شان بادشاہی تھی اور یہ وقار تھا
اللہ کا بنایا ہوا تاج دار تھا
رحمت خدا کی جوش میں اس وقت آ گئی
سارے جہاں پہ بن کے گھٹا گویا چھا گئی

آئی صدا یہ غیب سے اے شاہ باوفا
انصاف تیرا دیکھ کر بے حد میں خوش ہوا

(ایک انگریزی نظم سے ماخوذ)

اختر بزمی۔ بہاولپور

ایڈیٹر
مولوی عبید اللہ انور

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۴۷۰۶۰

شرح چندہ
سالانہ: گیارہ روپے ششماہی: چھ روپے
سہ ماہی: تین روپے

منظور شدہ محکمۂ تعلیم و جیل مغربی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

مترجم و محشی حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ امیر انجمن خدام الدین لاہور

بہ تجشیہ جدیدہ

اگر آپ ایسا قرآن شریف چاہتے ہیں جس کا ترجمہ بے نظیر ہو اور حواشی ہندو پاک کے اکثر چیدہ ترین علماء کے مصدقہ ہوں تو وہ انجمن خدام الدین لاہور سے مل سکتا ہے۔ اس کے حاشیہ پر فوائد موضح القرآن کے علاوہ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور کے مندرجہ ذیل مضامین بھی ہیں:۔

(۱) ہر ایک سورۃ کا عنوان (۲) ہر رکوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ (۳) ربط آیات (۴) مناسب موقعوں پر واقعات جزئیہ سے قواعد کلیہ کا استنباط۔

مندرجہ بالا حواشی کو ہندو پاک کے چیدہ ترین علمائے کرام نے ملاحظہ فرما کر اس پر تقریظات لکھی ہیں جو قرآن شریف کے شروع میں بعینہٖ ان کے اصلی دستخطوں سے شائع کی گئی ہیں۔ جن میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱) اعلیٰحضرت سیدنا و مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ (سابقاً) شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند (۳) حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (۴) حضرت مولانا سید محمد سلیمان صاحب ندوی (۵) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فاضل دیوبند (۶) حضرت مولانا خواجہ عبد الحی صاحب شیخ التفسیر ناظم دینیات اسلامیہ کالج۔ لاہور (۷) حضرت مولانا سلطان محمود صاحب شیخ الحدیث۔ مدظلہ (کٹھیالہ) (۸) حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی۔

علاوہ ان علمی خوبیوں کے کتابت، طباعت، صحت، کاغذ، جلد پر خاص توجہ کی گئی ہے۔ جس کے باعث قرآن شریف ظاہری صورت میں بھی دیدہ زیب ہو گیا ہے۔ اس کی لمبائی ۱۱ انچ اور چوڑائی ۷½ انچ ہے۔ حجم ۱۰۴۸ صفحات۔

ھدیہ: مجلد پارچہ قسم اول۔ آٹھ روپے
قسم دوم۔ چھ روپے
محصول ڈاک ۱۰ آ / ۱ جر
(رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجیں)

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد، عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں۔

ھدیہ مجلد ۶ محصول ڈاک عہ

ملنے کا پتہ
ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

متفرق مطبوعات

گلدستہ صد احادیث نبوی مجلد جیبی سائز
قیمت ۸ ر آنے معہ محصول ڈاک عہ

مجموعہ تفاسیر مجلد	عہ/	″	۴
ضرورت قرآن	۳ ر	″	۵ ر
اسماء اللہ الحسنیٰ	۵ ر	″	۷ ر
مقصد قرآن	۳ ر	″	۵ ر
استحکام پاکستان	۳ ر	″	۵ ر
اصلی حنفیت	۲ ر	″	۴ ر
بہشتی اور دوزخی کی پہچان	۲ ر	″	۴
نجات دارین کا پروگرام	۳ ر	″	۵
مسٹر اور علماء	۳ ر	″	۵

ناظم انجمن خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)